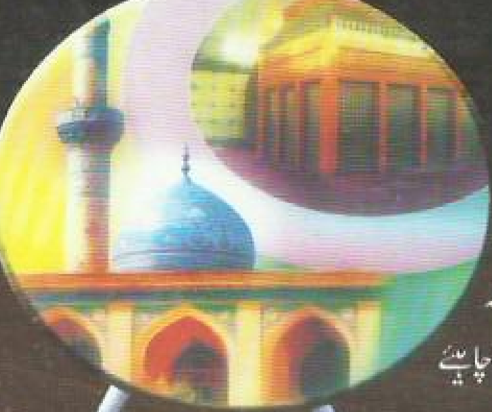


Qutub-e-Madina

ہر انسان کا ظرف اور معلومات ایک جیسی نہیں۔
اسلام دین فطرت ہے اس کی تعلیم بھی یہی ہے کہ
اگر علم نہ ہو تو صاحب علم کے طریقے کو اختیار کرنا چاہیئے

تقلید ائمہ

تالیف

محقق اہلسنت شیخ القرآن مفسر قرآن حضرت علامہ مولانا
مفتی محمد فیض احمد اویسی مدظلہ العالی

باہتمام

محمد اویس رضا قادری

قطب مدینہ پبلشرز

عطاری کتب خانہ، G.K.2/44 شہید مسجد، کھارادر
کراچی، پاکستان فون: 0300-8229655
0300-9249927

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ﷺ

رد غیر مقلّدِین

تقلیدِ ائمہ

مصنف

فیض ملت، آفتابِ اہلسنت، امام المناظرین، رئیس المصنفین
حضرت علامہ الحافظ مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ، العالی

با اہتمام

محمد اویس رضا قادری

ناشر
قطب مدینہ پبلشرز (کراچی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

اما بعد! اہلسنت کے نزدیک تقلید ائمہ واجب ہے اور اس کا وجوب اجماع امت سے ثابت ہے اہلسنت کے نزدیک احکام کا اثبات قرآن وحدیث و اجماع امت اور قیاس سے ہوتا ہے اور غیر مقلدین وہابیوں کے نزدیک تقلید شرک اور حرام اور بدعت سیئہ ہے ہر ایک اپنے طور دلائل پیش کرتا ہے فقیر نے اس موضوع پر ایک ضخیم کتاب لکھی ہے جس میں قرآن واحادیث کے مضبوط دلائل عرض کیے ہیں اور غیر مقلدین کے دلائل کا قرآنی آیات اور احادیث صحیحہ سے پیش کیا ہے اس رسالہ تقلید ائمہ میں صرف عوام کی رہبری کے چند معروضات عرض کیے گئے ہیں تاکہ انہیں تقلید کے متعلق مختصر سے معلومات ہو سکیں مکمل دلائل کے شائق سے گزارش ہے کہ وہ فقیر کی طویل تصنیف کا مطالعہ فرمائے۔

ت بنام تاءیئد الحق فی تقلید المطلق ۱۲ اویسی غفرلہ

نوٹ مسئلہ کی تحقیق سے پہلے تقلید کا مفہوم ذہن نشین فرمائیے۔ لغت میں قلادہ در گردن بستن گلے میں ہار یا پٹہ ڈالنا اور اصطلاح شرع میں کسی کے قول اور فعل کو لازم جاننا چند عبارات حاضر ہیں

۱۔ حاشیہ حسامی باب متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ السلام میں ہے کہ یا اَلتَّقْلِيْدُ اِتِّبَاعُ الرَّجُلِ غَيْرَهٗ فِيْمَا سَمِعَهٗ يَقُوْلُهٗ اَوْ فِيْ فِعْلِهٖ عَلٰى زَعْمِ اَنَّهٗ مُحِقٌّ بِلَا نَظَرٍ فِي الدَّلِيْلِ۔

۲۔ نور الانوار بحث تقلید میں ہے یعنی تقلید کے معنی ہیں کسی شخص کا اپنے غیر کی اطاعت کرنا اس میں جو اس کو کہتے ہوئے یا کرتے ہوئے سن لے یہ سمجھ کر کہ وہ اہل تحقیق میں سے ہے بغیر دلیل میں نظر کیے ہوئے۔

۳۔ امام غزالی کتاب المستصفٰے ص ۳۸۷ ج ۲ میں فرماتے ہیں۔ اَلتَّقْلِيْدُ هُوَ قَبُوْلُ قَوْلٍ بِلَا حُجَّةٍ۔

۴۔ مسلم الثبوت میں ہے اَلتَّقْلِيْدُ الْعَمَلُ بِقَوْلِ الْغَيْرِ مِنْ غَيْرِ حُجَّةٍ۔ کسی کے قول پر بلاحجۃ عمل کرنا ہم چونکہ ائمہ مجتہدین پر اعتماد رکھتے ہیں کہ انہوں نے قرآن وحدیث کو تحقیق سے سمجھا ہے جتنی ہمیں سمجھ نہیں اسی لیے ہم ان پر اعتماد کرتے ہوئے ان کی تقلید کرتے ہیں غور سے دیکھا جائے تو اس معنی پر انکار ہر فرد کسی نہ کسی کی تقلید کرتا ہے یہ علیحدہ بات ہے کہ ضد کو نہ چھوڑیں تو وہ اپنے بڑوں کے مقلد ہیں اور ہم امام مجتہد کے اور پھر ہم اپنے امام اعظم کی تقلید پہ ناز ہے کہ وہ مجتہدین کے سرتاج تھے۔

امام اعظم تابعی ہیں

امام ابو حنیفہ صحابی نہیں لیکن تابعی ہوتے ہیں۔ شک نہیں اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص ایمان سے مجھ کو دیکھے یا میرے دیکھنے والے کو دیکھے تو اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔ قَالَ لَا تَمَسُّ النَّارُ مَنْ رَآنِيْ اَوْ رَآى مَنْ رَآنِيْ (رواہ الترمذی / مشکوٰۃ مناقب صحابہ)

ترجمہ:۔ اس شخص کو آگ نہ چھوئے گی جس نے مجھے یا میرے دیکھنے والے کو دیکھا اور ہمارے امام اعظم بحیثیت تابعی ہیں جس نے صحابہ کرام کی زیارت کی اور پھر مجتہد ہیں کمال یہ تھا کہ تمام ائمہ مجتہدین نے انکے اجتہاد پر رشک کرتے تھے۔

تعارف

امام ابو حنیفہ علیہ الرحمت بدعائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ ۸۰ھ شہر کوفہ میں جبکہ آپکے والد نعمان بن ثابت کی عمر ۴۰ سال کی تھی پیدا ہوئے اور اس شجرہ سے منسلک ہوئے اسمٰعیل بن حماد بن النعمان ابن مرزبان۔ بعض نے یوں لکھا ہے۔ نعمان بن ثابت بن زوطی اصل نام طاؤس بن علی بن زید بن راشد انصاری۔ امام صاحب نے حضرت انس جنکی عمر ۱۰۳ سال اور سہیل بن سعد جنکی عمر ۹۱ سال اور ابو الطفیل بن عامر بن واثلہ جن کا انتقال یکصد ہجری میں ہوا۔ پس انکی چند اصحابیہ کی امام ممدوح نے آغاز جوانی میں ملاقات فرمائی اور تابعی ہوئے۔

استاد المحدثین

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ جملہ محدثین کے استاذ اور استاذ الاساتذہ ہیں۔ جو لوگ تقلید کو حرام کہکر جن محدثین سے حدیث نقل کرتے ہیں وہ سب امام اعظم کے شاگرد اور ائمہ اربعہ کے مقلد تھے۔

سوال:۔ خیر القرون میں تو اسکا وجود نہ تھا۔ لہذا تقلید بدعت ہے۔ چنانچہ عقد الجید میں ہے کہ پہلے دور میں اس کا نشان تک نہیں ملتا۔

جواب:۔ عقد الجید میں تو تقلید شخصی کو مصلحت عظیمہ اور اسکے منکر کو مفسد اور خارج از اہلسنت والجماعت سے لکھا ہے۔ چنانچہ اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

اِنَّ فِي الْاَخْذِ بِهٰذِهِ الْمَذَاهِبِ الْاَرْبَعَةِ مَصْلَحَةً وَفِي الْاِعْرَاضِ عَنْهَا كُلِّهَا مُفْسَدَةٌ كَبِيْرَةٌ ص ۳۱

بیشک ان چار مذہبوں میں سے کسی ایک کی تقلید میں مصلحت اور اسکے ترک میں بڑا فتنہ فساد ہے۔ اور فرمایا۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ وَالْخُرُوْجُ عَنْهَا خُرُوْجٌ عَنِ السَّوَادِ الْاَعْظَمِ۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سواد اعظم یعنی بڑی جماعت کی اتباع کرو پھر جبکہ اور مذاہب حقہ کے سوا تمام مٹ گئے صرف یہی چار مذاہب رہ گئے اس لیے انکا اتباع سواد اعظم کا اتباع اور ان سے خروج سواد اعظم سے خروج کے مترادف ہے۔

۲۔ تفسیر احمدی مطبوعہ بمبئی ص ۳۴۱ میں لکھا ہے کہ صحابہ کبار بھی ایک دوسرے کی تقلید کے سوا نہیں چلتے تھے۔ وھو ہذا۔

لان الاصحابۃ یقلدون عن معاویۃ مع ان الحق کان لعلی فی نوبتہ والتابعین کانوا یقلدون من حجاج مع انہ کان سلطانا جائرا

اور نیز اسی تفسیر ص ۵۲۶ میں ہے۔ قد وقع الاجماع علی ان اتباع انما یجوز للاربعۃ فلا یجوز

اِلَّا اتباعَ لِمَنْ حَدَثَ مُجْتَہِدٌ اللّٰہُمَّ

۳- سیدنا غوث اعظم محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنے آپکو احمد حنبل کا مقلد ہونا ظاہر فرماتے ہیں کہ۔

قَالَ الاِمَامُ ابو عبدِ اللّٰہِ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلَ الشَّیْبَانِیُّ وَ اَمَاتَنَا عَلٰی مَذْہَبِہٖ اَصْلاً وَفَرْعًا وَحَشَرَنَا فِی زُمْرَتِہٖ (غنیۃ الطالبین ص۴۳۹)

۴- غیر مقلد وحید الزمان نے کتاب نزل الابرات میں لکھا ہے کہ۔

لَا بُدَّ لِلْعَامِی مِنْ تَقْلِیْدِ مُجْتَہِدًا اَوْ مُفْتِی

عوام کو مجتہد اور مفتی کی تقلید ضروری ہے۔

۵- مولوی اسماعیل دہلوی نے صراط مستقیم ص۸۷ میں لکھا کہ در اتباع مذاہب اربعہ کہ رائج در تمام اہل اسلام است و بہتر و خوب است مذاہب اربعہ کی اتباع جیسا کہ تمام اسلام میں رائج اور جائز ہے۔

۶- حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ الانصاف میں تقلید کے متعلق بہترین بحث لکھی ہے اور ثابت فرمایا ہے کہ اگرچہ تقلید کا دو صد سال بعد اجرا ہوا لیکن اسکا وجود خیر القرون میں تھا۔ اور صحابہ ایک دوسرے کی تقلید کرتے اور تابعین صحابہ کی اور پھر مستقل طور پر اس کا اجراء ہوا۔

عقلی دلیل

مانتے ہیں کہ لفظ تقلید کا نام نہ تھا لیکن عملی طور پر صحابہ میں رائج تھی پر ایسے ہے جیسے ہم فقہ کو ابواب میں اور حدیث کو ایک ترتیب میں لائے ہیں۔ یہ بھی خیر القرون میں نہ تھا۔ لیکن عملی طور پر فقہ صحابہ کرام میں رائج تھی اور احادیث کا وجود بھی لیکن انکا اجراء اور

انکے قواعد و ضوابط بعد کو مرتب ہوئے پھر اسکا کوئی یہ معنی کرے کہ فقہ حرام ہے اور احادیث کو ابواب پر مرتب کرنا ناجائز ہے۔ کیونکہ خیر القرون میں ایسا نہ تھا تو وہ دین اسلام کی روح اور حقیقت سے نا آشنا ہے ایسے ہی جو تقلید کا انکار کرتا ہے وہ بھی اسلام کی حقیقت سے بے خبر ہے۔

جملہ محبوبان خدا مقلد تھے اور ہیں

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ نے تین صدیوں تک (تخمیناً) خیریت کی خوشخبری سنائی اسی لیے اس زمانہ تک صحابہ و تابعین کا مقدس دور تھا جنہیں خود قرآن و حدیث سمجھنے کی استعداد تھی اگر وہ کسی مشکل میں پڑتے تو ایک دوسرے سے سمجھ لیتے جسے ہم تقلید سے تعبیر کرتے ہیں پھر جونہی خیر القرون سے بعد اور دوری ہوئی۔ قرآن و حدیث کو براہ راست سمجھنے کی استعداد میں سے کمی ہوئی تو مستقل طور مجتہدین نے تقلید کی بنیاد ڈالی آج سے صدیوں پہلے جملہ اولیاء اغواث، اقطاب محدثین نے ائمہ اربعہ کی تقلید کی اگرچہ وہ خود بھی اجتہاد کی استعداد رکھتے تھے لیکن عوام کو اسکی اہمیت جتلانے کے لیے تقلید کا دامن تھاما۔ تاکہ امت مصطفوی میں انتشار نہ پھیلے۔ جامع الفتاوی مصنفہ علامہ گلشن آبادی مرحوم میں ہر صدی کے اولیاء و مشائخ کے اسماء گرامی لکھے گئے ہیں۔

ہمارا سوال

جب ہر صدی کے اولیاء و مشائخ اور علماء عوام مقلد تھے بقول غیر مقلدین تقلید حرام ہے تو پھر تمام علماء ملت اور اولیائے امت کے متعلق کیا حکم ہوگا۔ بلکہ یقین کرنا چاہیئے کہ جب ایسے حضرات اولیاء و فقہاء۔ محدثین۔ علماء۔ مشائخ مقلد ہیں جنکے متعلق گمراہی کا شائبہ تک

نہیں تو لازم ہوا کہ ہم بھی تقلید ائمہ میں سرمو نہ ہٹیں۔ اگر چند افراد اس دائرہ سے ہٹتے ہیں تو وہ جہنم کا ایندھن ہیں جیسا کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو بھی ملت اسلامیہ کے اتحاد و اجتماع سے ہٹ کر کوئی دوسرا راستہ اختیار کریگا وہ سیدھا جہنم میں جائیگا۔

باب ۱

تقلید اور قرآن

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے بندو مجھ سے دعا مانگو

آیت ۱- اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ

(سورۃ الفاتحہ)

(ف) آیت ہذا میں دو پہلو ہیں۔

۱- بندگان خدا کے دامن میں وابستہ ہونا یہی تقلید ہے جیسا کہ آئیگا۔

۲- بد مذاہب سے کنارہ کشی و بیزاری۔

ازالہ وہم

دشمنانِ اسلام دو قسم ہیں۔

۱- کفار و مشرکین اور عیسائی۔ یہودی ہندو سکھ۔

۲- کلمہ اسلام زبان پر اور شعار اسلام ہاتھ میں لیکن اندرون خانہ جاہلیت سے بدتر یہی پہلی قسم سے زیادہ خطرناک ہیں انہی کے متعلق امت کے شفیق اور رحیم نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیوں پہلے فرمایا اور نہ صرف ایک ... بلکہ بہتر چنانچہ احادیث مبارکہ یہ ہیں۔

۱- قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متفترق امتی علی ثلاث و سبعین الا ملۃ واحدۃ قالوا من ہی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ و اصحابی۔ (ترمذی شریف)

ترجمہ: ان میں سے سوائے ایک کے سب دوزخی ہونگے (صحابہ نے) عرض کیا کہ یا رسول اللہ (نجات پانے والا) گروہ کون سا ہوگا۔ فرمایا۔ جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقہ پر عمل پیرا ہوگا۔

(۲) وفی روایۃ احمد و ابی داؤد عن معاویۃ ثنتان و سبعون فی النار و واحدۃ فی الجنۃ و ہی الجماعۃ (مشکوۃ شریف)

ابوداؤد اور امام احمدؒ حضرت معاویہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ۷۲ (فرقے) دوزخ میں جائیں گے اور ایک گروہ جنت میں جائیگا جو جماعت کہلائے گا۔ (یعنی جس کی جماعت کثیر ہوگی)

(۳) لا یجمع امتی علی ضلالۃ و ید اللہ علی الجماعۃ فمن شذ شذ فی النار (ابن ماجہ)

فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امت گمراہی پر کبھی متفق نہ ہوگی۔ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہوگا۔ جو اس سے علیحدہ ہوا وہ جہنم میں گیا۔

(۵) علیکم بالجماعة و العامة. (رواہ احمد)	فرمایا تم پر جماعت اور عام مسلمین کا ساتھ دینا لازمی ہے

ان احادیث مبارکہ میں حضور علیہ السلام نے واضح الفاظ میں فرمایا: کہ امت محمدیہ کئی فرقوں میں بٹ جائے گی مگر فرقہ ناجیہ صرف ایک ہی ہوگا۔ اور فرقہ ناجیہ کی علامات حسب ذیل ہونگی۔

۱۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت اور صحابہ کرام کے طریقہ کا پیرو ہوگا

۲۔ وہ جماعت کے نام سے موسوم ہوگا (واضح ہو کہ اہل سنت کے اس نام کو تمام دیگر فرقے سنی بریلوی کو سمجھتے ہیں۔ اگرچہ دیوبندی فرقہ خود کو اہلسنت مشہور کرتا ہے لیکن اسکا پردہ چاک ہو جاتا ہے تو فرقے بلکہ ؛ ودیو وہابی کہنے لگ جاتے ہیں۔ تفصیل فقیر نے رسالہ "دیوبندی وہابی ہیں" لکھ دی ہے۔

۳۔ اسکی تعداد کثیر ہوگی۔ ظاہر ہے یہ کثرت سنی بریلوی کو حاصل ہے۔

(۴) وہ بلحاظ تعداد دوسرے تمام فرقوں کے مقابلہ میں سب سے بڑا ہوگا اور وہ فرقہ کے بجائے سواد اعظم کہلانے کا مستحق ہوگا۔ صاحب مرقاۃ فرماتے ہیں۔ السواد الاعظم یعبر بہ عن الجماعۃ الکثیرۃ والمراد ما علیہ المسلمین (شرح مشکوۃ)

۵۔ اس فرقے کے عقائد و اعمال کو عامۃ المسلمین کے اعمال و عقائد کہا جائے گا یعنی دنیا والوں اور اغیار کی نظر میں اسی گروہ کے عقائد کو اسلام کے مسلمہ عقائد سمجھا جاتا ہے۔

(ف) مندرجہ بالا تصریحات کی روشنی میں یہ امر روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ اہل سنت کے سوا اور کسی فرقہ میں یہ علامات پائی نہیں جاتیں۔

لہذا اہل سنت ہی وہ فرقہ ہے جو جنت کا مستحق ہے۔

۶۔ ابو داؤد شریف میں اور مسند احمد میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ظاهرین علی من ناواهم حتی یقاتل آخرهم المسیح الدجال.	میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق کے لیے جہاد کرتا رہے گا۔ اور (حق کے) مخالفین پر غالب رہے گا۔ یہاں تک کہ انکا آخری گروہ دجال سے مقابلہ کرے گا۔

۷۔ مسلم شریف میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لن یبرح هذا الدین قائما یقاتل علیه عصابة من المسلمین حتی تقوم الساعة.	یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا مسلمانوں کی ایک جماعت اس کے لیے قیامت تک جہاد کرتی رہے گی۔

فیصلہ حدیث کا مصداق ہر فرقہ خود کو سمجھتا ہے۔ مولوی انور شاہ نے اسکا خوب فیصلہ کیا! اس نے لکھا کہ۔ واختلف فی تعیین مصداقه وکل ادعی بما بدا له قلت کیف مع انه منصوص فی الحدیث وهم المجاهدون

فی سبیل اللہ ثم رأیت عن احمد رحمہ اللہ ان تلک الطائفۃ ان لم تکن من اہل السنۃ والجماعۃ فلا ادری من ہی؟ ولم اکن افہم مرادہ لانک قد علمت انہا المجاہدون بنص الحدیث ولا یمکن عند الغفلۃ لمثل احمد رحمۃ اللہ فکیف قال انہا اہل السنۃ والجماعۃ؟ ثم بدا لی مرادہ ان ہو ان المجاہدین لیس الا من اہل السنۃ فقد نہ علیہم من القتال جہۃ غنائمہم ونیشنہا لہ الناریۃ فانہ لم یوفق للجہاد احد غیر ہذہ الطائفۃ اکثر تخریب السلطنۃ الاسلامیۃ کان علی ایدی الروافض خذلہم اللہ ولعنہم (فیض الباری شرح بخاری جلد اول) تحت ہذا الحدیث

ترجمہ: لا تزال طائفۃ الخ میں طائفہ یعنی گروہ سے کون گروہ مراد ہے اس کی تعیین میں اختلاف ہوا۔ ہر ایک نے اپنے خیال کے مطابق دعویٰ کیا۔ میں اس اختلاف پر متحیر تھا کہ حدیث کی رو سے وہ گروہ مجاہدین فی سبیل اللہ کا ہے لہٰذا اس نص کے ہوتے ہوئے اسکا مصداق تلاش کرنے کی ضرورت نہ تھی کیا ہے پھر میں نے حضرت امام احمد رحمۃ اللہ علیہ ...

اس قول پر کہ اس سے مراد اہل سنت والجماعۃ ہی ہیں غور کیا میں حضرت امام احمد کے اس قول کو سمجھنے سے قاصر رہا کیونکہ نص حدیث کی رو سے مجاہدین ہی مراد لیے جاسکتے تھے۔ میں حیران تھا کہ امام احمدؒ جیسے جلیل القدر بزرگ اس سے اہل سنت والجماعۃ کا گروہ کیسے مراد لیتے ہیں۔ آخرکار غور وفکر کے بعد مجھ پر اصل حقیقت کا انکشاف ہوا کہ اہل سنت کے سوا اور کسی فرقہ میں مجاہدین کا وجود ہی نہیں۔ پس معلوم ہوا کہ امام احمدؒ نے تقاضد کی بنا پر نہیں بلکہ صفت جہاد کی بنا پر ہی اہلسنت کو اس گروہ کا مصداق ٹھہرایا ہے اور تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ اہل سنت کے سوا اور کسی فرقہ کو جہاد فی سبیل اللہ کی توفیق عطا نہیں ہوئی۔ اور سلطنت اسلامیہ کے اکثر حصہ کی تخریب کا باعث روافض وخوارج رہے ہیں۔

چودہ سو سال کی شہادت

اسلام کی چودہ سوسالہ تاریخ گواہ ہے کہ روئے زمین پر ایک بالشت بھر زمین بھی ایسی نہیں جس پر کسی غیر سنی کے ہاتھوں علم اسلام نصب ہوا ہو۔ اسلام کے لیے جہاد وقتال کا فخر صرف اہلسنت کو حاصل رہا اور اب بھی سنیوں ہی کو حاصل ہے اور قیامت تک یہی گروہ اس خاص صفت کا حامل رہے گا۔ حجاز، یمن، نجد، حضرموت، عراق، شام، فلسطین، طرابلس الغرب، مصر، ٹونس، الجیریا، مراکو، سپین، جنوبی فرانس، سسلی، کریٹ، قبرص، روڈس، اناطولیہ، کاکیشیا، کریمیا، جنوب مشرقی یورپ، ایران، افغانستان، ہندوستان، ترکستان، جزائر مالدیپ، جاوا، سماٹرا، بورنیو، چین اور

افریقہ غرض دنیا کے ہر حصہ میں اسلام سے روشناس کیا مخالفین و معاندین اسلام کی حشمت و شوکت کو اپنے زور بازو سے کچل کر رکھ دیا۔ اسلام میں کئی فرقے ہوئے مگر لوائے اسلام کی علمبرداری کی توفیق خداوند کریم کی طرف سے صرف سنیوں کو ہی حاصل رہی۔ اور اس حدیث کے وہی مصداق قرار پائے اسلامی فاتحین و شجاعان اسلام میں ایک بھی ایسا نہیں جسکا اہل سنت سے تعلق نہ ہو۔ صحابہ کرام کے مقدس دور کے بعد موسیٰ بن نصیر، طارق بن زیاد، ابن قتیبہ مہلب، محمد بن قاسم، سلاطین اندلس، الپ ارسلان، محمود غزنوی، شہاب الدین غوری، سلاطین آل عثمان، سلاح الدین ایوبی، بایزید یلدرم، سلطان محمد فاتح وغیرہ جس قدر نامور مجاہدین گزرے ہیں۔ تمام سنی ہی تھے۔ فالحمد للہ علی ذلک۔

مخالفین کون

البتہ اہل سنت کے سوا دوسرے فرقوں میں ایسے اشخاص ضرور گزرے ہیں جو اگرچہ شجاع تھے۔ بہادر تھے۔ فاتح تھے مگر انہوں نے کفار سے مقابلہ کے بجائے مسلمانوں سے ہی جنگ کی اور قوت اسلامیہ کو پارہ پارہ کر دیا۔ مثلاً عبید اللہ مہدی افریقہ۔ عباس صفوی، ابو طاہر قرمطی، اسماعیل صفوی وغیرہم۔ بلکہ یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں کا ایک ملک بھی ایسا نہیں جو انکے ہاتھ سے کفار نے غیر سنی فرقوں کی اعانت کے بغیر چھینا ہو۔ تفصیل تاریخ کی کتابوں میں ہے۔

ازالۂ وہم

بعض لوگ عوام کو ورغلاتے ہیں کہ حدیث شریف میں نجات والے فرقے کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ اس طریقہ پر ہونگے جس پر میں (حضور علیہ السلام) اور صحابہ ہیں۔ تو حضور علیہ السلام کے طریقہ پر وہابی کہتے ہیں ہم ہیں۔ مرزائی کہتے ہیں ہم ہیں۔ دیوبندی کہتے ہیں ہم ہیں کیونکہ ہم

شرع کی پابندی کرتے ہیں۔ حقوق اللہ و حقوق العباد میں بال برابر بھی ہم سے کمی نہیں ہوتی۔ بخلاف عوام اہلسنت کے کہ وہ کوئی برائی نہیں چھوڑتے نیکی تو انکے ہاں ہے نہیں۔

مسلمانو! یہ صرف دھوکہ ہے اور فریب ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طریقہ سے مراد صرف عمل صالح نہیں بلکہ انکے ساتھ عقائد صحیحہ مراد ہیں اور عقائد صحیحہ کا ہونا اولین شرط ہے۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عقائد اور طریقے بحمد للہ ہم اہلسنت کو نصیب ہیں جنکی تفصیل فقیر کے رسالہ، صحابہ کے وارث کون ہیں میں ہے۔

آیت ۱۲: وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنْفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنْذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ۔

فوائد: آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ دین میں فقہ سمجھنا فرض کفایہ ہے کیونکہ ہر مومن تو اسکا حامل نہیں ہو سکتا۔

۲- فقہا اپنی قوم کو ڈر سنائیں یعنی احکام الٰہی سنائیں کہ وہ حرام و گناہ سے بچیں۔ یہ اسی صورت میں ہوگا کہ قوم فقہا کی تقلید کرے۔ اور ان کے حکم پر چلے۔

۳- حکم ہوا کہ ہر گروہ سے ایک گروہ نکلے اور دین کی فقہ حاصل کریں اور واپس آکر قوم کو ڈر سنائیں۔

۴- اس آیت کریمہ میں تو صاف فرمایا کہ تمام قومیں اپنے اپنے فقہا کی تقلید (پیروی) کریں۔ اور انکے احکام کو جی و جان سے مان لیں۔

خلاصہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فقہاء کا فقہ سمجھنا اور قوم کو انکی فقہا کی تقلید کرنا فرض بتایا۔ غیر مقلد دونوں کے منکر ہیں۔

آیت (۳۱) یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم (پ۵ النساء ۵۹)

اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا، حکم مانو رسول کا اور انکا جو تم میں اولی الامر ہیں۔

(ف) امیر ہو یا سلطان اسلام انکا وہی حکم مانا جائیگا جو مطابق شریعت ہو وجہ یہ ہے اور اس بات کے لیے ضروری ہے کہ یا تو وہ خود عالم دین ہو یا علماء دین کا تابع فرمان ہو۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ سلطان اسلام ائمہ دین کا محکوم ہے اور ائمہ دین حاکم ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ تقلید کے سوا چارہ نہیں۔

آیت ۴: فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ و الرسول ان کنتم تؤمنون باللہ والیوم الاخر ذالک خیر و احسن تاویلا (پ۵ النساء ۵۹) پھر اگر تم میں سے کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو اگر اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو یہ بہتر ہے اور اسکا انجام سب سے اچھا۔

(ف) اللہ اور رسول کے حضور رجوع کا یہی مطلب ہے کہ علماء دین وائمہ مجتہدین کے حضور رجوع کریں اور ان سے اللہ اور رسول کا حکم معلوم کریں اور جیسا وہ حکم فرمائیں اسکو جی وجان سے مان لیں۔ ثابت

ہوا کہ تقلید کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

و تلک الامثال نضربھا للناس و ما یعقلھا الا العالمون۔ پ۲۰ العنکبوت ۲۳)

ترجمہ: اور یہ مثالیں ہم لوگوں کے لیے بیان فرماتے ہیں اور انہیں نہیں سمجھتے مگر علم والے۔

(ف) معلوم ہوا کہ دین کی سمجھ علم والوں کو ہے اور علم والوں نے جو مجتہد نہیں انہوں نے ائمہ مجتہدین کا مضبوطی سے دامن تھام لیا اور ان کی تقلید سے احکام دین کو جانچ لیا۔ ثابت ہوا کہ تقلید ائمہ لازم اور ضروری ہے یعنی اللہ رب العالمین مومن سے فرمائے کہ تقلید کو اپنے اوپر لازم کر لو۔ غیر مقلد کہے کہ تقلید کرنا شرک ہے اسکے لیے قرآن مجید میں تو فیصلہ فرمایا کہ۔ الم تر الی الذین یزعمون انھم امنوا بما انزل الیک و ما انزل من قبلک یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت و قد امروا ان یکفروا بہ و یرید الشیطن ان یضلھم ضللا بعیدا۔ (پ۵ النساء: ۶۰)

ترجمہ: کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ ایمان لائے اس پر جو تمہاری طرف اترا اور اس پر جو تم سے پہلے اترا پھر چاہتے ہیں کہ شیطان کو اپنا پنچ (حاکم) بنائیں۔ اور انکو تو یہ حکم تھا کہ اسے اصلا نہ مانیں اور شیطان یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور کی گمراہی میں بہکا دے۔

غیر مقلدین ان ائمہ مجتہدین کے تو منکر اور مخالف ہیں جنکو اولیائے کاملین اور اکابر علمائے دین متین اپنا امام و پیشوا مانتے ہیں اور جو قرآن کریم کے خلاف

بغاوت کرے۔ اور مومنین صالحین بلکہ اولیائے کاملین بلکہ انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کی شان میں گستاخی اور اہانت کرے انکو اپنا مقتدا اور امام اور دین کا نشانہ سمجھتے ہیں۔

تاریخ شاہد ہے جتنے گستاخ اور بے ادب گروہ گزرے ہیں وہ غیر مقلدین کے مقتدا و پیشوا ہیں مثلاً ابن تیمیہ و ابن القیم اور محمد بن عبدالوہاب نجدی اور اسماعیل دہلوی اور اہلسنت کے ائمہ و اولیاء کو مشرک ورنہ کم از کم انہیں برا بھلا تو ضرور کہتے ہیں۔ مثلاً امام ابوحنیفہ، شیخ عبدالقادر جیلانی اور حضور غریب نواز اجمیری اور داتا گنج بخش وغیرہم۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

آیت ۵ : فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون.
(پ ۱۴ النحل ۴۳)

ترجمہ: تو اے لوگو علماء (علم والوں) سے پوچھو اگر تمہیں علم نہیں۔

(ف) اصول کا قاعدہ ہے کہ العبرة العموم لا للخصوص المورد" اس قاعدہ پر اہل الذکر سے علماء مجتہدین بھی مراد ہو سکتے ہیں یعنی غیر مجتہدین کو ضروری ہے کہ وہ مجتہدین سے سوال کریں اور الذکر بھی عام ہے اس سے مراد افراد مسائل جزئیہ شرعیہ ہے اور اہل کی ذکر کی طرف اختصاص کے لیے ہے معنیٰ یہ ہے کہ جو لوگ مجتہدین ہو کر قرآن و حدیث کو خوب سمجھتے ہیں۔ اے عامیو تم ان سے پوچھا کرو۔

آیت ۱۶۔ وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ۔ یعنی سب سے اول سبقت کرنے والے یعنی مہاجرین اور انصار اور جو انکی نیک روش

روش کے تابع ہوئے خدا ان سب سے راضی ہے اور وہ خدا سے راضی۔ (پ ۱۱ التوبہ)

(ف) اللہ تعالیٰ ان سے راضی جو مہاجرین وانصار کی اتباع یعنی تقلید اور پیروی کرتے ہیں تابع کا معنیٰ فرمانبردار (فرمان ماننے والا) ماتحت اس معنیٰ پر ثابت ہوا کہ ائمہ کی تقلید کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ راضی ہے۔ اس لیے کہ آیت میں تقلید والوں کو تین بشارات ہیں۔

۱۔ ان پر رضائے الٰہی کا نزول۔

۲۔ دخول جنت کا وعدہ۔

۳۔ فوز عظیم (بڑی کامیابی) کی خوشخبری۔

آیت ۱۶۔ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا۔ (پ ۱۸ الفرقان۔)

ترجمہ: فرمایا اور وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم کو ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عنایت کر اور ہم کو متقیوں کا امام بنا۔

(ف) متقیوں پرہیزگاروں کا امام و مقتدا جو ہوگا لازماً متقی اسکے مقتدی و مقلد ہونگے جو اپنے امام کی تقلید کریں گے یہ آیت مبارکہ بھی تقلید پر دلیل صریح ہے۔ اب تک کی آیات میں استنباط، فقہ، امام، پیروی (تقلید) اتباع و اطاعت کے الفاظ آچکے ہیں۔ لہٰذا تقلید پر ائمہ سے مفر ایمان و اعمال کے لیے مضر ہے۔

آیت ۷ : قرآن عظیم میں فرمایا۔ اتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ

اِلَیَّ۔

ترجمہ: فرمایا تم ان لوگوں کی راہ پر چلو جو میری طرف رجوع ہوں۔

(ف) اس آیۂ کریمہ کی تفسیر میں غیر مقلد وہابی مفسر لکھتا ہے "دین کے کاموں میں تم ان لوگوں کی راہ پر چلیو جو میری (یعنی خدا کی) طرف رجوع ہوں خواہ کوئی ہوں۔ کسی ملک کے رہنے والے ہوں۔ کسی قوم کے افراد ہوں۔ (ترجمہ وحید الزمان مع تفسیر)

اس آیت مبارکہ میں بھی اللہ تعالیٰ اپنی طرف رجوع کرنے والوں کی تقلید و اتباع کا حکم فرما رہا ہے کہ میری طرف رجوع کرنے والوں کی راہ پر چلو خواہ کوئی ہو امام ہو۔ مجتہد ہو محدث ہو۔ کسی ملک کا ہو۔ عرب کا ہو کوفہ کا ہو فارس کا ہو بغداد کا ہو بخارا کا ہو مصر کا ہو یا شام و عراق یا روس کا ہو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والا ہو اسکا اتباع اور تقلید کرو۔

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت مجدد بریلوی قدس سرہ العزیز نے فرمایا۔

ؔ تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

نوٹ: مسئلۂ تقلید پر مزید آیات پیش کی جا سکتی ہیں مگر اختصار کے پیش نظر اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔۔ تفصیل و تشریح اور مزید تحقیق فقیر کی تصنیف "الحق فی تقلید الخلق"

باب ۲

احادیث مبارکہ تقلید کے بیان میں

۱۔ عَنْ تَمِیْمِنِ الدَّارِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ قُلْنَا لِمَنْ قَالَ لِلّٰہِ وَلِکِتَابِہٖ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِاَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِہِمْ۔

ترجمہ: تمیم داری سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دین خیر خواہی ہے۔ ہم نے عرض کیا کس کی امام اور عوام اہل ایمان کی۔ فرمایا اللہ کی اور اسکی کتاب کی اور اسکے رسول کی اور مسلمانوں کی۔

شرح الحدیث مسلم شریف کی اس حدیث کی شرح میں امام نووی فرماتے ہیں۔ وَقَدْ یَتَنَاوَلُ ذٰلِکَ عَلَی الْاَئِمَّۃِ الَّذِیْنَ ہُمْ عُلَمَاءُ الدِّیْنِ وَاِنَّ مِنْ نَصِیْحَتِہِمْ قَبُوْلَ مَا رَوَوْہُ وَتَقْلِیْدَہُمْ فِی الْاَحْکَامِ وَاِحْسَانَ الظَّنِّ بِہِمْ۔

ترجمہ: یہ حدیث ان اماموں کو بھی شامل ہے جو علماء دین ہیں اور علماء کی خیر خواہی سے ہے انکی روایت کی ہوئی احادیث کا قبول کرنا اور انکے احکام میں تقلید کرنا اور انکے ساتھ نیک گمان کرنا۔

حدیث ۱۲ اخبرنا یعلی قال اخبرنا عبد الملک عن عطاء و اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم قالوا اولوا العلم والفقہ۔

ترجمہ: (دارمی) خبر دی ہم کو یعلی نے انہوں نے کہا کہ مجھ سے کہا عبد الملک نے انہوں نے عطاء سے روایت کی کہ اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور اپنے میں سے امر والوں کی فرمایا عطا نے اولوالامر علم اور فقہ والے حضرات ہیں۔

۳۔ حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ۔ من اتاکم وامرکم جمیع علی رجل واحد یرید ان یشق عصاکم و یفرق جماعتکم فاقتلوہ

(مسلم)

ترجمہ: تمہارے پاس آئے حالانکہ تم ایک شخص (امام وامیر) کی اطاعت پر متفق ہو وہ چاہتا ہے کہ تمہاری لاٹھی کو توڑ دے اور تمہاری جماعت کو متفرق کر دے۔ تو اسکو قتل کرو۔

(ف) یہاں ایک شخص کی اطاعت کا ذکر ہے وہ امام و مجتہد ہی ہیں کیونکہ سلطان یا حاکم وقت کی اطاعت خلاف شرح احکام میں جائز نہیں۔ امام مسلم نے کتاب الامارہ میں ایک باب باندھا۔
باب وجوب طاعۃ الامراء فی غیر معصیۃ
یعنی امیر کی اطاعت غیر معصیت میں واجب ہے اس سے اطاعت و تقلید واضح طور پر ثابت ہے۔

۴۔ مشکوٰۃ شریف باب فضائل الصحابہ میں ہے اصحابی کالنجوم

فبایھم اقتدیتم اھتدیتم۔ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ تم جنکی پیروی (تقلید) کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

(ف) اس حدیث پاک میں خود حضور علیہ السلام نے حضرات صحابہ کرام کی پیروی یعنی تقلید کا حکم دیا ہے۔ اور صحابہ کرام کی تقلید سے ہدایت پانے کی نوید سنائی۔ تقلید کا معنی پیروی ہے اگر اتباع واطاعت کا حق صحابہ کرام یا ائمہ کرام کے لیے ممنوع ہوتا تو حضور علیہ السلام صحابہ کرام کی پیروی اور تقلید کا حکم نہ فرماتے جیسا کہ غیر مقلدین کا عقیدہ ہے کہ مخلوق میں سے اطاعت کا حق صرف اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اب اگر غیر مقلدین حضور اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں سچے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کی اطاعت کریں کہ حضور نے فرمایا میرے صحابہ کی اطاعت یا پیروی یا تقلید کرو۔ اس سے غیر مقلدین کا قاعدہ ٹوٹ گیا جو کہ انہوں نے گھر بیٹھ کر گھڑا ہے کہ اتباع صرف اور صرف رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ہے اور بس۔ یہ انکا شریعت پر بہتان ہے اس لیے کہ اس حدیث شریف میں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیروی کا حکم دیا گیا اور اسی کو راہ راست فرمایا گیا۔ مگر ساتھ ہی دلیل کے طلب کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ ایسی پیروی کو اصلاح میں تقلید کہتے ہیں۔ لہذا اس حدیث سے بحکم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تقلید ثابت ہوئی اور باقی ائمہ مجتہدین کی تقلید بھی اسی حکم میں ہے۔

لطیفہ غیر مقلدین اپنے قول (قاعدہ) سے خود جھوٹے ثابت ہوتے ہیں وہ یوں کہ صرف رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ضروری

پر ہے۔

۵۔ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ۔

تم لازم پکڑو میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کو۔ (مشکوٰۃ شریف)

(ف) اس میں غیر مقلدین کا صریح رد ہے کہ مخلوق میں اطاعت یعنی پیروی کا حق صرف اللہ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے آپ ہی کی اطاعت کی جاتے۔ اسکے برعکس خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے صحابہ اکرام اور خلفاء راشدین کی اطاعت اور پیروی بھی کرو۔ اور انکی سنت (طریقہ) بھی ضرور پکڑو۔

نکتہ درا صل یہ ارشاد حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تقلید کی اہمیت کے پیش نظر فرمایا چنانچہ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ وَسَتَرَوْنَ مِنْ بَعْدِيْ اِخْتِلَافًا شَدِيْدًا۔ (ابن ماجہ ص ۵)

میرے بعد تم بہت سخت اختلافات دیکھو گے۔ اسکے بعد اس کا حل بتایا جو اوپر مذکور ہوا یعنی پیروی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلفائے راشدین کی پیروی۔ ایسی پیروی کا نام تقلید ہے۔

ازالۂ وہم اس حدیث شریف سنۃ خلفائے راشدین کو سنت رسول اللہ پر عطف کیا گیا ہے جسکا مقتضاء مغایرت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سنت خلفاء سے مراد روایت خلفاء نہیں بلکہ سنت خلفاء سے مراد خلفاء راشدین کے مسائل اجتہادیہ ہیں جو قرآن و حدیث سے باجتہاد صحیح نکالے گئے ہوں۔

ہے تو اس پر عمل کریں کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سوا دوسروں مثلاً خلفاء راشدین اور جملہ صحابہ کی اتباع کا حکم فرما رہے ہیں۔ لیکن یہ تو دوسروں کی اتباع (تقلید) کو شرک کہتے ہیں۔

نکتہ: اس حدیث شریف کا اصل بھی اتباع (تقلید) ہے چنانچہ اس روایت کا ابتدائی حصہ یوں ہے۔

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ سَأَلْتُ رَبِّيْ عَنِ اخْتِلَافِ اَصْحَابِيْ مِنْ بَعْدِيْ فَاَوْحٰى اِلَيَّ يَا مُحَمَّدُ اِنَّ اَصْحَابَكَ عِنْدِيْ بِمَنْزِلَةِ النُّجُوْمِ فِي السَّمَاءِ بَعْضُهَا اَقْوٰى مِنْ بَعْضٍ وَلِكُلٍّ نُوْرٌ فَمَنْ اَخَذَ بِشَيْءٍ مِمَّا هُمْ عَلَيْهِ مِنِ اخْتِلَافِهِمْ فَهُوَ عِنْدِيْ عَلٰى هُدًى۔

الحدیث (مشکوٰۃ ص ۵۵۶)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میرے بعد میرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں اختلاف (فروعی) ہوگا اسکے متعلق میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا۔ (اس کے جواب میں) اللہ تعالیٰ نے مجھ کو وحی کی اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے نزدیک آپکے صحابہ ایسے ہیں جیسے آسمان میں ستارے (اختلاف مراتب میں) بعض سے بعض قوی ہیں (ویسے) سب کے پاس نور ہدایت ہے (باوجود انکے اختلاف کے) جس آدمی نے انکے نور سے کچھ حصہ پایا وہ میرے نزدیک ہدایت

تقلید الصحابہ رضی اللہ عنہم

اس حدیث کے مطابق صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم انہی خلفاء کی تقلید کرتے تھے مثلاً جمع القرآن کا شیخین کا تھا جس پر تمام صحابہ کرام نے لبیک کہی اور اسی طرح تعمیل حکم یا سر تسلیم خم کا نام تقلید ہے اگرچہ اس دور میں یہی عرفی تقلید نہ سہی لیکن عمل تو یہی تھا۔ اسکی تفصیل آئیگی۔ دور صحابہ میں ہمارے والا کام ضرور تھا۔ اگرچہ نام نہ تھا بلکہ بقول بعض علماء خلفاء راشدین سے مراد جانشین بطور عموم ہیں جن میں ائمہ اربعہ بھی داخل ہیں۔ مولانا شیخ عبد الغنی محدث دہلوی مہاجر مکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

وَمِنَ الْعُلَمَاءِ مَنْ عَمَّمَ كُلَّ مَنْ كَانَ عَلٰى سِيْرَتِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنَ الْعُلَمَاءِ وَالْخُلَفَاءِ كَالْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ الْمَتْبُوْعِيْنَ الْمُجْتَهِدِيْنَ وَالْاَئِمَّةِ الْعَادِلِيْنَ كَعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ كُلُّهُمْ مَوَارِدُ لِهٰذَا الْحَدِيْثِ۔ (انجاح الحاجہ ص ۵)

ترجمہ: جو علماء جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ پر ہوتے ہیں جیسے چاروں امام (ابوحنیفہ، مالک، شافعی، احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ۔ اور عادل حکام جیسے عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ

ثبوت وجوب تقلید

حدیث ہذا سے تقلید کا وجوب علیکم (لازم پکڑو) اور اس میں کوئی شرط نہیں کہ ان سے دلیل کا مطالبہ بھی کرو۔ بلکہ حکم ہے کہ بلا مشروط انکی پیروی کرو بلکہ حرف عطف سے مزید تاکید ہوئی کہ جیسے اتباع رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واجب ہے ایسے ہی خلفاء راشدین اور ان جیسے اور

مقتداؤں کا۔

باب ٣

دورِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم

اتباع کا دوسرا نام تقلید ہے جیسا کہ ہم نے تقلید کا لغوی وعرفی معنیٰ مقدمہ میں بیان کیا ہے اس معنی پر صحابہ کے دور میں یہی تھا کہ اعلیٰ مراتب کی اتباع وتقلید ہمیشہ جاری رہی بلکہ اسکا صراحتہً آرڈر کیا جاتا چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اہل کوفہ کے نام ایک خط میں تحریر فرمایا۔

قَدْ بَعَثْتُ اِلَيْكُمْ عَمَّارَ بْنَ يَاسِرٍ اَمِيْرًا وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ مُعَلِّمًا وَوَزِيْرًا وَهُمَا مِنَ النُّجَبَاءِ مِنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَهْلِ بَدْرٍ فَاقْتَدُوْا بِهِمَا وَقَدْ اٰثَرْتُكُمْ بِعَبْدِ اللّٰهِ عَلٰى نَفْسِيْ۔

(تذکرۃ الحفاظ ص ١٣ ج ١)

ترجمہ: اے اہل کوفہ) میں تمہاری طرف عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر کرکے اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلم اور وزیر مقرر کرکے بھیجتا ہوں اور یہ دونوں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے ان بزرگ صحابہ میں سے ہیں جو غزوہ بدر میں شریک ہوتے تھے۔ سو تم لوگ انکی اقتدار (وتقلید) کیا کرو۔ (اور دل یوں چاہتا تھا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے پاس رکھوں مگر عبداللہ کو بھیجنے میں میں نے اپنی جان پر تم کو ترجیح دی ہے۔) لہذا انکی تقلید سے پورا فائدہ اٹھانا۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اصاغر کو اکابر کی اتباع (تقلید) کا حکم فرماتے چنانچہ بخاری صـ۹۹۷ میں ہے کہ

عَنْ هُزَيْلِ بْنِ شُرَحْبِيْلَ يَقُوْلُ سُئِلَ اَبُوْمُوْسٰى (وَفِيْهِ) فَاَتَيْنَا اَبَا مُوْسٰى فَاَخْبَرْنَاهُ بِقَوْلِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ فَقَالَ لَا تَسْئَلُوْا فِيْ مَادَامَ هٰذَا الْحِبْرُ فِيْكُمْ۔ (بخاری صـ۹۹۷)

ترجمہ: حضرت ہزیل بن شرحبیل سے روایت ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ایک مسئلہ پوچھا گیا پھر وہی مسئلہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول سے بھی مطلع کیا گیا، تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ کے خلاف مسئلہ بتایا) پھر ہم نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آکر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کی خبر دی تو انہوں نے فرمایا کہ جب تک تم میں یہ بڑا عالم (عبداللہ بن مسعود) موجود ہیں تم مجھ سے کچھ مت پوچھا کرو۔ بلکہ انہیں سے دریافت کرکے عمل کیا کرو)

قاعدہ کلیہ

صحابہ کرام و تابعین رضی اللہ عنہم خود مجتہد تھے اسی لیے انہیں تقلید کی ضرورت نہ تھی لیکن اسکے باوجود بوقت ضرورت انکا چھوٹا بڑے کی تقلید کرلیتا۔ اس طویل مضمون کے لیے دفاتر چاہئیں۔ بطور نمونہ فقیر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے تعامل سے اور پھر حضرات تابعین کے تامل سے یہ دکھلاتا ہے کہ ان حضرات کے مبارک زمانہ میں ایک دوسرے کے مسائل تسلیم کرلینے کا عام رواج تھا۔ اور دلیل کی تحقیق کرنے کی بھی عادت نہ تھی۔ بالفاظ دیگر یوں سمجھئے کہ خیر القرون کے زمانہ میں شرعی مسائل میں تقلید کرنے کا عام رواج تھا۔ کسی کو اس پر انکار نہ تھا۔ اگرچہ اس وقت اصطلاحی تقلید کا نام نہ تھا لیکن کام ضرور تھا۔ چونکہ غیر مقلدین کو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ پر اعتماد ہے انکا قول ملاحظہ ہو وہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کے زمانہ سے لیکر چار مذہبوں کے ظہور تک سب لوگوں کا یہی رواج رہا ہے کہ جو بڑا عالم مل جاتا اسی کی تقلید کرلیا کرتے تھے۔ (عقد الجید صـ۳۳)

امثلہ دور صحابہ

عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنْ اَبِيْهِ قَالَ اٰخَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ سَلْمَانَ وَ اَبِي الدَّرْدَاءِ فَزَارَ سَلْمَانُ اَبَا الدَّرْدَاءِ فَرَاٰى اُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَذِّلَةً فَقَالَ لَهَا مَا شَاْنُكِ قَالَتْ اَخُوْكَ اَبُو الدَّرْدَاءِ لَيْسَ لَهٗ حَاجَةٌ فِي الدُّنْيَا فَجَاءَ اَبُو الدَّرْدَاءِ فَصَنَعَ لَهٗ طَعَامًا فَقَالَ كُلْ فَاِنِّيْ صَائِمٌ قَالَ

مَا اَنَا بِاٰكِلٍ حَتّٰى تَاْكُلَ فَاَكَلَ فَلَمَّا كَانَ اللَّيْلُ ذَهَبَ اَبُو الدَّرْدَاءِ يَقُوْمُ فَقَالَ نَمْ فَنَامَ ثُمَّ ذَهَبَ يَقُوْمُ فَقَالَ نَمْ فَلَمَّا كَانَ مِنْ اٰخِرِ اللَّيْلِ قَالَ سَلْمَانُ قُمِ الْاٰنَ فَصَلَّيَا فَقَالَ لَهٗ سَلْمَانُ اِنَّ لِرَبِّكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا وَّ لِاَهْلِكَ عَلَيْكَ حَقًّا فَاَعْطِ كُلَّ ذِيْ حَقٍّ حَقَّهٗ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَدَقَ سَلْمَانُ ۔ (بخاری ص ۲۶۴ ج-۱)

ترجمہ: حضرت عون اپنے والد حضرت ابی جحیفہ رضؓ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سلمان اور حضرت ابودردار کے درمیان برادری مواخاۃ قائم کر دی (ایک دن حضرت سلمان حضرت ابودردار کے ہاں مہمان ہوئے تو حضرت ابودردار کی بیوی) ام الدردار کو پریشان حال دیکھ کر فرمایا ایسی خراب حالت کیوں ہے ام الدردار نے جواب دیا کہ آپکا بھائی ابوالدردار دنیا (یعنی بیوی وغیرہ سے) بے حاجت ہے۔ پس ابودردا گھر آئے تو سلمان کے لیے کھانا تیار کر کے فرمایا آپ کھائیں میں روزہ دار ہوں حضرت سلمان نے کہا میں ہرگز نہیں کھاؤں گا جب تک آپ (ہمراہ) نہ کھائیں۔ حضرت ابودردار نے دلیل طلب کرنے کے بغیر حضرت سلمان کا کہنا مان کر کھانا کھا لیا۔ پھر جب رات ہوئی تو ابودردار حسب عادت نوافل کے لیے اٹھنے لگے۔ حضرت سلمان نے ان سے

فرمایا سو جاؤ وہ (انکا کہا مان کر) سو رہے پھر (دوبارہ) نوافل کے لیے اٹھنے لگے تو حضرت سلمان نے (مکرر) فرمایا (ابھی) سو جاؤ وہ (انکا کہنا مان کر) سو رہے پھر جب صبح صادق کا قرب ہوا تو حضرت سلمان نے ابودردار سے فرمایا اب اٹھئے۔ چنانچہ دونوں صاحبان نے تہجد پڑھی۔ پھر حضرت سلمان نے ابودردار سے مخاطب ہو کر فرمایا آپ پر آپکے پروردگار کا حق ہے اور آپ پر آپ کی جان کا حق ہے۔ اور آپ پر آپکی بیوی کا حق ہے سو ہر حقدار کو اسکا حق ادا کرو۔ پھر ابودردار رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا۔ سلمان نے سچ کہا۔

استدلال تقلید | اس واقعہ میں حضرت سلمان نے حضرت ابودردار کو امر کیا۔

۱. کھانا کھاؤ؟
۲. سو رہو؟
۳. جاگو؟

اور حضرت ابودردار نے دلیل طلب کیے بغیر حضرت سلمان کے ارشاد کی ہر دفعہ تعمیل کی۔ اصطلاح میں اسی کو تقلید کہا جاتا ہے۔ اور یہ زمانہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے۔ بلکہ یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا گیا۔ تو آپ نے حضرت سلمان کی تصدیق فرمائی اور حضرت ابودردار کے تقلید کرنے کی تردید نہیں فرمائی۔ بلکہ تائید فرمائی۔ اس سے معلوم ہوا کہ تقلیدی عمل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک

پسندیدہ تھا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ ہی میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تقلید کیا کرتے تھے۔

۲۔ عَنِ الْاَسْوَدِ بْنِ یَزِیْدَ قَالَ اَتَانَا مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ بِالْیَمَنِ مُعَلِّمًا وَ اَمِیْرًا فَسَاَلْنَاہُ عَنْ رَجُلٍ تُوُفِّیَ وَ تَرَکَ اِبْنَتَہٗ وَ اُخْتَہٗ فَاَعْطَی الْاِبْنَۃَ النِّصْفَ وَالْاُخْتَ النِّصْفَ۔ (بخاری شریف صـ۹۹۷)

ترجمہ:۔ اسود بن یزید کہتے ہیں کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ ہمارے یہاں یمن میں معلم (دینی احکام کی تعلیم کرنے والے) اور حاکم بن کر آئے۔ ہم نے ان سے یہ مسئلہ پوچھا کہ ایک شخص مرگیا اور اس نے اپنی ایک بیٹی اور ایک بہن وارث چھوڑے۔ حضرت معاذ نے نصف مال کا بیٹی کے لیے حکم فرمایا۔ اور نصف ۔ کا بہن کے لیے حکم فرمایا۔

استدلال تقلید

اس فیصلہ میں حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دلیل بیان نہیں کی اور سائل نے ان سے دلیل دریافت نہیں کی بلکہ محض انکی دینداری پر اعتماد کرکے انکا کہنا قبول کرلیا یہی تقلید ہے۔

(ف) معلوم ہوا کہ دور صحابہ (رضی اللہ عنہم) میں ایک دوسرے کی تقلید کا عام رواج تھا۔

۳۔ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بن عُمَرَ اَنَّہٗ سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ یَکُوْنُ لَہٗ الدَّیْنُ عَلَی الرَّجُلِ اِلٰی اَجَلٍ فَیَضَعُ مِنْہُ صَاحِبُ الْحَقِّ وَیُعَجِّلُہٗ الْاٰخَرُ فَکَرِہَ ذَالِکَ عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ عُمَرَ وَ نَہٰی عَنْہُ

(موطا امام مالک صـ۲۷۹)

ترجمہ:۔ حضرت سالم کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے یہ مسئلہ پوچھا گیا کہ کسی شخص کا دوسرے شخص پر دین میعادی واجب ہے اور صاحب حق اس میں سے کس قدر اس شرط پر معاف کرتا ہے کہ وہ قبل از میعاد اسکا دین دیدے آپ نے اسکو ناپسند کیا اور منع فرمایا۔

استدلال تقلید

یہ مسئلہ جزئیہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا اجتہادی ہے اور چونکہ سائل نے دلیل نہیں پوچھی اس لیئے اسکا قبول کرنا تقلید ہے اور حضرت ابن عمرؓ کا خود دلیل بیان نہ کرنا تقلید کے جواز کی دلیل ہے۔

(۴) عَنْ اَبِیْ سُہَیْلِ بْنِ مَالِکٍ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ مَالِکٍ عَنْ اَبِیْہِ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ کَتَبَ اِلٰی اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ اَنْ صَلِّ الظُّہْرَ اِذَا زَاغَتِ الشَّمْسُ (اِلٰی اَنْ قَالَ) وَاقْرَاْ بِسُوْرَتَیْنِ طَوِیْلَتَیْنِ مِنَ الْمُفَصَّلِ۔

(موطا امام مالک صـ۳)

(ترجمہ) ابی سہیل اپنے والد مالک سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت عمرؓ ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ کی طرف خط میں لکھا کہ ظہر کی نماز پڑھو جبکہ زوال شمس ہو اور عصر کی جب زردی سے قبل سورج خوب روشن ہو اور مغرب کی جب سورج غروب ہو اور عشاء کی تاخیر کرو سونے تک۔ اور نماز صبح پڑھو۔ حالانکہ ستارے ہوں اور مفصل میں سے دو لمبی سورتیں اس میں پڑھا کرو۔

استدلال تقلید

حضرت عمر نے مسئلہ تحریر فرماتے وقت دلیل نہیں لکھی اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اسکی دلیل دریافت نہیں کی بلکہ محض اعتماد سے تسلیم کرلیا۔ اسی کو تقلید کہتے ثابت ہوا کہ حضرت عمر اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہما دونوں نے تقلید کو جائز رکھا۔

۵۔ عَنْ مَالِكٍ اَنَّهُ بَلَغَهُ اَنَّ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنْصَارِيَّ سُئِلَ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْعِمَامَةِ فَقَالَ لَا حَتّٰى يُمْسَحَ الشَّعْرُ بِالْمَاءِ (موطا امام مالک ص ۱۱)

امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے پگڑی پر مسح کرنے کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا پگڑی پر مسح کرنا جائز نہیں یہاں تک کہ پانی کے ساتھ بالوں پر مسح کرے۔

دیکھئے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے مسئلہ کی دلیل نہیں بیان کی اور سائل نے دلیل دریافت نہیں کی بلکہ محض اعتماد سے تقلید کی معلوم ہوا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے تقلید کو جائز رکھا۔

اختصار کی وجہ سے انہی پانچ واقعات پر اکتفا کیا جاتا ہے ورنہ موطین اور شرح معانی الآثار وغیرہا کتب احادیث کے مطالعہ کرنے سے صدہا واقعات ملتے ہیں جن سے صحابہ رضی اللہ عنہ میں تقلید کا پایا جانا اظہر من الشمس نظر آتا ہے۔

دور تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم

امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے بقاعدہ تقلید عرفی

کو مروج فرمایا ورنہ اس سے نام لیے بغیر تقلید کا رواج تھا۔

امثلہ دور تابعین

۱۔ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ وَعِكْرِمَةَ اَنَّهُمَا يَكْرَهَانِ الْبُسْرَ وَحْدَهُ وَيَاْخُذَانِ ..... ذٰلِكَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ۔ (ابوداؤد ص ۱۶۵ ج ۱)

ترجمہ: جابر بن زید اور عکرمہ سے روایت ہے کہ دونوں صاحب (نبیساندہ کے لیے) خرمائے نیم پختہ کو ناپسند کرتے تھے اور اس فتوے کو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے (بطور تقلید) لیا کرتے تھے۔

ف۔ تابعین میں سے حضرت جابر بن زید اور حضرت عکرمہ حضرت عبداللہ بن عباس کے فتویٰ پر عمل کرتے تھے اور ان سے دلیل طلب نہیں کرتے تھے۔ یہی تقلید ہے۔

۲۔ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ اَبِيْ صَالِحٍ اَنَّهُ قَالَ بِعْتُ بُرًّا مِنْ اَهْلِ دَارِ نَخْلَةَ اِلٰى اَجَلٍ ثُمَّ اَرَدْتُّ الْخُرُوْجَ اِلَى الْكُوْفَةِ فَعَرَضُوْا عَلَيَّ اَنْ اَضَعَ عَنْهُمْ وَيَنْقُدُوْنِيْ فَسَاَلْتُ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَقَالَ لَا اٰمُرُكَ اَنْ تَاْكُلَ هٰذَا وَلَا تُوْكِلَهُ (موطا امام مالک ص ۲۷۸)

ترجمہ: عبید بن ابی صالح سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے دار نخلہ والوں کے ہاتھ کچھ گیہوں فروخت کیے اور داموں کے لیے ایک میعاد مقرر کردی۔ پھر میں نے کوفہ جانا چاہا تو ان لوگوں نے مجھ سے اس بات کی درخواست کی کہ میں انکو کچھ دام چھوڑ دوں۔ اور وہ لوگ مجھ کو نقد گن دیں میں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے سوال کیا۔ انہوں نے فرمایا

کہ نہ میں اسکے کھانے کی اجازت دیتا ہوں اور نہ اسکے کھلانے کی۔

(ف) اس مسئلہ میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے دلیل نہیں بیان کی اور عبید بن ابی صالح نے دلیل طلب کرنے کے بغیر اسکو قبول کر لیا بس یہی تقلید ہے۔

۳- عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ أَهْلَ الْمَدِينَةِ سَأَلُوا ابْنَ عَبَّاسٍ عَنِ امْرَأَةٍ طَافَتْ ثُمَّ حَاضَتْ قَالَ لَهُمْ تَنْفِرُ قَالُوا لَا نَأْخُذُ بِقَوْلِكَ وَنَدَعُ قَوْلَ زَيْدٍ

(صحیح بخاری ص۲۳۷ ج-۱)

ترجمہ:۔ حضرت عکرمہ تابعیؒ سے مروی ہے کہ اہل مدینہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے (یہ مسئلہ پوچھا) کہ جو عورت طواف زیارت کرنے کے بعد حائضہ ہو جائے (وہ طواف وداع ترک کر کے جا سکتی ہے یا نہیں) انہوں نے جواب میں فرمایا۔ جا سکتی ہے (یہ جواب سن کر) اہل مدینہ نے کہا۔ ہم آپ کے قول پر عمل نہیں کریں گے۔ اور حضرت زید بن ثابت رضؓ (عالم مدینہ) کے قول پر پابند رہیں گے۔

شروح بخاری میں اس روایت میں زائد الفاظ بھی مروی ہیں۔ چنانچہ فتح الباری ص۴۶۳ ج۳۔ عمدۃ القاری ص۷۷ ج ۴۔

ارشاد الساری ص۲۴۴ ج ۳ میں ہے۔

زَادَ الثَّقَفِيُّ فَقَالُوا لَا نُبَالِي أَفْتَيْتَنَا أَوْ لَمْ تُفْتِنَا زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ يَقُولُ لَا تَنْفِرُ۔

اہل مدینہ نے حضرت ابن عباسؓ سے کہا آپ ہمیں خواہ فتویٰ دیں یا نہ دیں۔ ہم تو حضرت زید بن ثابتؓ کے فتویٰ پر قائم رہیں گے۔ لَا تَنْفِرُ

فتح الباری ص۴۶۳ ج ۳ میں ہے۔ رواہ سعید بن ابی عروبۃ فی کتاب

المناسک۔ اَلَّذِی رَوَیْنَاہُ مِنْ طَرِیْقِ مُحَمَّدِ بْنِ یَحْیٰی الْقَطعِی عَبْدُ الْاَعْلٰی عَنْہُ قَالَ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ عِکْرِمَۃَ نَحْوَہٗ وَقَالَ فِیْہِ لَا نُتَابِعُکَ اِذَا خَالَفْتَ زَیْدًا بْنَ ثَابِتٍ رضؓ۔ اھ عمدۃ القاری ص۷۷ ج۴ میں ہے۔ فَقَالَتِ الْاَنْصَارُ لَا نُتَابِعُکَ یَا ابْنَ عَبَّاسٍ وَاَنْتَ تُخَالِفُ زَیْدًا۔ اھ

انصار مدینہ نے حضرت ابن عباس کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ ہم آپکی متابعت (تقلید) نہیں کریں گے اس لیے کہ آپ ہمارے (امام) حضرت زید بن ثابت کے مخالف ہیں۔

دیکھئے حضرات اہل مدینہ حضرت زید بن ثابت کی تقلید پر کیسے جمے رہے کہ حضرت ابن عباس جیسے خیر الامہ عالم کی اتباع سے بھی انکار کر دیا۔

(ف) یہ حوالے تقلید شخصی کے بارے میں بھی کام آئیں گے فی الحال مطلق تقلید کی بحث ہے جب تقلید مطلق سمجھ آجائے گی تقلید شخصی کا سمجھنا آسان ہو جائیگا اسکی بحث ہم آخر میں عرض کریں گے۔ (انشاء اللہ)

تقلید عرفی کا بیان

ہر فن (تفسیر و حدیث۔ فقہ اور انکے اصول و تجوید) ایسے ہی صرف و نحو وغیرہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں عملی طور موجود تھے لیکن انکے اسماء اور اسکی اصطلاحات صدیوں بعد وجود میں آئیں۔

جملہ علوم وفنون کے سینکڑوں اقسام پھر اسکی ہزاروں اصطلاحات بدعات میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

علوم القرآن

علوم قرآن کے ذیل میں بہت سے علوم آتے ہیں۔ جن میں سے چند ایک یہ ہیں۔

علم تفسیر، علم اسباب نزول قرآن، علم القرات، علم اعراب القرآن، عجائب القرآن، علم اعجاز القرآن، لغات القرآن، اسلوب القرآن، علم الاشتقاق، غریب القرآن تاریخ القرآن، ارض القرآن، مضامین القرآن قصص القرآن، رسم القرآن، علم المکی والمدنی، علم الناسخ والمنسوخ، احکام القرآن علم المحکم والمتشابہ، جدل القرآن، اقسام القرآن، علم الوقف والابتداء، فضائل القرآن وغیرہ وغیرہ۔

تقریباً ایک ہزار برس علوم قرآن کا اتنا چرچا تھا کہ ایک ایک طالبعلم علوم القرآن پر ایک ایک سو کتابیں پڑھتا اور سنتا تھا چنانچہ ابوبکر محمد بن خیر بن عمر بن خلیفہ الاموی الاشبیلی (۵۰۲ھ ۱۱۷۹ء) نے اپنے شیوخ اور اساتذہ سے علوم القرآن پر ایک سو کتابیں پڑھیں یا نہیں۔ انکی فہرست دائرۃ المعارف الاسلامیہ (ج ۶، ص ۹-۶-۶۱۲) میں موجود ہے۔

یہ جملہ قرآنی علوم خیر القرون کے بعد ایجاد ہوئے جو غیر مقلدین کی اصطلاح میں بدعت سیئہ میں داخل ہیں۔ اسکے باوجود غیر مقلدین ان علوم وفنون کو پڑھتے پڑھاتے ہیں انہیں صرف ضد فقہ سے ہے۔

علوم الحدیث

محدثین کرام نے اسکے پینسٹھ علوم وفنون لکھے ہیں اور وہ جملہ علوم وفنون غیر مقلدین اور ہم سب میں مروج ہیں حالانکہ وہ بھی خیر القرون کے بعد مدون ہوئے۔ اسکی تفصیل امام نووی رحمہ اللہ کی تقریب میں ہے۔ اسی طرح ہر فن کا حال ہے مثلاً اصول تفسیر اصول حدیث۔ فقہ و اصول فقہ وغیرہ وغیرہ۔

نحو وصرف

ان دونوں فنون کا پڑھنا تو علمائے اسلام نے واجب قرار دیا ہے حالانکہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام کے زمانہ اقدس میں نہ انکا نام ونشان تھا اور نہ ہی انکی اصطلاحات

کا وجود۔ ایسے ہی فقہ بتمامہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عملی زندگی کا نام ہے ہاں اسکی تدوین سب سے پہلے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمائی انکے بعد دوسرے ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ نے۔

فیصلہ حق

جب فقہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عملی زندگی کا دوسرا نام ہے تو پھر اس سے انکار صرف اس لیے کہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور دوسرے ائمہ اسلام نے مرتب فرمایا ہے تو تعصب ہے جو جہنم میں لیجانے والا ہے اگر اس لیے انکار ہے کہ یہ نام اور اصطلاحات خیر القرون کے بعد ایجاد ہوئیں تو بہ تحقیق مذکورہ تفسیر و حدیث اور صرف ونحو کے اسماء اور انکی اصطلاحات بھی بدعت ہیں تو انہیں بھی نہیں پڑھنا چاہیئے۔ اس سے ثابت ہوا کہ غیر مقلدین کا تقلید وفقہ سے انکار محض ضد اور ہٹ دھرمی سے ہے۔ ورنہ اصولی طور پر تقلید وفقہ اسلام میں اسی طرح ضروری اور واجب ہے جیسے اسلام کے دوسرے علوم وفنون۔

اجماع امت

دور تابعین سے امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی تدوین فقہ کے بعد تاحین امت کا اجماع ہو گیا کہ ائمہ اربعہ میں کسی ایک کی تقلید واجب ہے۔

۱۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے فرمایا۔

هٰذِهِ الْمَذَاهِبُ الْاَرْبَعَةُ المدونة الْمُحَرَّرَةُ قَدِ اجْتَمَعَتِ الْاُمَّةُ اَوْ مَنْ يُعْتَدُّ بِهَا مِنْهَا عَلٰى جَوَازِ تَقْلِيْدِهَا اِلٰى يَوْمِنَا هٰذَا۔ (حجۃ اللہ البالغہ مصری ص ۱۲۳ ج۔ ۱)

ترجمہ:۔ تمام امت نے یا امت کے قابل اعتبار افراد نے ائمہ اربعہ

کے چار مشہور مذہبوں کی تقلید کے جواز پر آج اجماع کیا ہے۔ امام ابن الہمام
نے فرمایا۔ اِنْعَقَدَ الْاِجْمَاعُ عَلٰی عَدَمِ الْعَمَلِ بِالْمَذَاهِبِ
الْمُخَالِفَةِ لِلْاَئِمَّةِ الْاَرْبَعَةِ۔ (فتح القدیر)
ترجمہ:۔ اس امر پر اجماع منعقد ہے کہ ائمہ اربعہ کے مذاہب کے خلاف
کسی مذہب پر عمل کرنا جائز نہیں۔
۳۔ امام ابن تیمیہ نے ۔ وَمَا خَالَفَ الْاَئِمَّةَ الْاَرْبَعَةَ
مُخَالِفٌ لِلْاِجْمَاعِ وَقَدْ صَرَّحَ فِی التَّحْرِیْرِ اَنَّ
الْاِجْمَاعَ اِنْعَقَدَ عَلٰی عَدَمِ الْعَمَلِ بِمَذْهَبٍ مُخَالِفٍ
لِلْاَرْبَعَةِ لِاِنْضِبَاطِ مَذَاهِبِهِمْ وَكَثْرَةِ اَتْبَاعِهِمْ۔ (ج ۱ ص ۵۰)

۴۔ امام ابن الہمام نے فرمایا کہ جو ائمہ اربعہ کے خلاف ہے وہ اجماع کے
مخالف ہے تحریر (ابن الہمام) میں مصرح ہے کہ مذاہب اربعہ کے خلاف
کسی مذہب پر عمل کرنا اجماعاً جائز نہیں۔ کیونکہ ائمہ اربعہ کے مذاہب منضبط
ہیں اور انکے اتباع (مقلدین) کثیر ہیں۔
۵۔ شرح ہدایہ میں ہے کہ وَاِذَا كَانَ الْمُفْتِیْ عَلٰی هٰذِهِ الصِّفَةِ
فَعَلَی الْعَامِیِّ تَقْلِیْدُهٗ وَاِنْ كَانَ الْمُفْتِیْ اَخْطَاَ
فِیْ ذٰلِكَ وَلَا مُعْتَبَرَ بِغَیْرِهٖ هٰكَذَا رَوَی الْحَسَنُ
عَنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ وَابْنُ رُسْتُمٍ عَنْ مُحَمَّدٍ
وَبِشْرُ بْنُ الْوَلِیْدِ عَنْ اَبِیْ یُوْسُفَ (کفایہ شرح
ہدایہ کتاب الصوم)
جب مفتی اس صفت کا (مجتہد) ہو تو عامی آدمی (غیر مجتہد) پر
اسکی تقلید کرنی ضروری ہے۔ خواہ مفتی سے خطا ہو جائے۔ اسکے سوا
کا اعتبار نہیں۔ ایسا ہی روایت کیا ہے حسن نے امام ابوحنیفہ سے

اور ابن رستم نے امام محمد سے اور بشیر بن ولید نے امام ابو یوسف
سے۔
۶۔ ہدایہ میں ہے کہ وَعَنْ اَبِیْ یُوْسُفَ خِلَافُ
ذٰلِكَ لِاَنَّ عَلَی الْعَامِیِّ الْاِقْتِدَاءَ بِالْفُقَهَاءِ لِعَدَمِ
الْاِهْتِدَاءِ فِیْ حَقِّهٖ اِلٰی مَعْرِفَةِ الْاَحَادِیْثِ۔
(ہدایہ اولین ص ۲۰۶ کتاب الصوم۔ باب ما یوجب القضاء والکفارۃ
شامی ص ۱۱۸ ج ۱ مطبوعہ مصر)
ترجمہ: اور امام ابو یوسف سے (مسئلہ) احتجام صائم میں اس کے
خلاف مروی ہے اس لیے کہ عامی (غیر مجتہد) پر فقہاء (مجتہدین) کی تقلید
لازم ہے کیونکہ وہ احادیث کی (پوری) معرفت کی طرف راہ نہیں پا سکتا۔
۷۔ امام اعظم نے فرمایا۔ مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی ترجمہ شمس الائمہ
حلوانی میں لکھتے ہیں۔ وَقَدْ رُوِیَ عَنِ الْاِمَامِ الْاَعْظَمِ جَوَازُ
تَقْلِیْدِ الْمُجْتَهِدِ بِمَنْ هُوَ اَعْلَمُ مِنْهُ۔ (التعلیقات السنیہ
علی تراجم الحنفیہ ص ۹۶)
۸۔ ایضاً:۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ مجتہد
کو اپنے سے بڑے عالم کی تقلید جائز ہے۔ جب مجتہد کو امام صاحب
کے نزدیک تقلید جائز ہوئی تو عامی کو تقلید کرنی امام صاحب کے نزدیک
ضرور واجب ہوگی۔
۹۔ علامہ بحر العلوم نے فرمایا۔ وَاَمَّا قَبْلَهٗ اَیْ قَبْلَ الْاِجْتِهَادِ
(اِلٰی اَنْ قَالَ) وَعَنِ الْاِمَامِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ رِوَایَتَانِ
فِیْ رِوَایَةٍ یَجُوْزُ وَفِیْ اُخْرٰی لَا [illegible] الْاِمَامِ
مُحَمَّدٍ یُقَلِّدُ مَنْ هُوَ اَعْلَمُ مِنْهُ وَهُوَ [illegible]

مِنَ الْمُجْتَهِدِيْنَ فَإِنَّهُ لَا يَكُوْنُ إِلَّا بِالتَّأَمُّلِ فِي الرِّجَالِ لِيَعْرِفَ الْأَعْلَمَ وَقَالَ الْإِمَامُ الشَّافِعِيُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَالْجُبَّائِيُّ الْمُعْتَزِلِيُّ يَجُوْزُ إِنْ كَانَ الْمُقَلَّدُ بِهٖ صَحَابِيًّا۔ (فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت صـ ۲۲۰)

(ایک مجتہد کو قبل از اجتہاد دوسرے مجتہد کی تقلید کرنا جائز ہے یا نہیں (سو اس مسئلہ میں) حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے دو روایتیں ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ مطلقاً جائز ہے اور دوسری روایت میں ہے کہ جائز نہیں (کیونکہ مجتہد کو اپنے اجتہاد سے کام لینا چاہیئے اور خالص تقلید تو عامی غیر مجتہد کے لیے ہے) اور امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ اپنے سے زیادہ علم والے کی تقلید کرے۔ اور علم کا پتہ چلانا بھی) ایک قسم کا اجتہاد ہے کیونکہ رجال میں تامل کریگا تو اعلم کا پتہ لگے گا۔ اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اور جبائی معتزلی نے کہا ہے کہ جس کی تقلید (مجتہد کر رہا ہے اگر وہ صحابی رضی اللہ عنہ ہے تو تقلید جائز ہے۔

۹۔ امام محمد نے فرمایا وَحُكِيَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ وَغَيْرِهٖ أَنَّهُ يَجُوْزُ لَهُ التَّقْلِيْدُ قِيْلَ مُطْلَقًا وَقِيْلَ يَجُوْزُ تَقْلِيْدُ الْأَعْلَمِ۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ صـ ۲۰۲ ج ۲)

ترجمہ: امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ اور دوسرے ائمہ سے منقول ہے کہ (مجتہد کو) تقلید جائز ہے کہا گیا کہ مطلقاً (جائز ہے) اور کہا گیا کہ زیادہ علم والے کی تقلید جائز ہے۔

۱۰۔ ائمہ احناف نے فرمایا۔ قَالَ الشَّيْخُ أَبُوْ بَكْرٍ الرَّازِيُّ مِنَّا وَالْإِمَامُ أَبُوْ سَعِيْدٍ الْبَرْدَعِيُّ وَالْإِمَامُ فَخْرُ الْإِسْلَامِ

الْبَزْدَوِيُّ وَشَمْسُ الْأَئِمَّةِ السَّرْخَسِيُّ قُدِّسَ أَسْرَارُهُمْ وَأَتْبَاعُهُمْ وَمَالِكٌ وَالشَّافِعِيُّ فِي الْقَوْلِ الْقَدِيْمِ وَأَحْمَدُ فِي رِوَايَةٍ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى قَوْلُ الصَّحَابِيِّ فِيْمَا يُمْكِنُ فِيْهِ الرَّأْيُ مُلْحَقٌ بِالسُّنَّةِ لِغَيْرِ الصَّحَابِيِّ فَيَجِبُ عَلَيْهِ تَقْلِيْدُهٗ وَتَرْكُ رَأْيِهٖ۔ (فواتح الرحموت صـ ۴۱۷)

ترجمہ: حنفیہ میں سے شیخ ابوبکر رازی اور امام ابوسعید بردعی اور امام فخر الاسلام بزدوی اور شمس الائمہ سرخسی اور انکے متبعین اور امام مالک اور امام شافعی کا قول جس میں صحابی کے اجتہاد کو دخل ہے غیر صحابی کے لیے سنت کے حکم میں ہے۔ لہذا اپنی رائے چھوڑ کر صحابی کی تقلید کرنا اس پر لازم ہے۔

آخری صدیوں کے علماء وفقہاء

صدیوں کے علماء وفقہاء کی طرح آخری صدیوں کے علماء وفقہاء بھی تقلید کو واجب فرماتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ پر غیر مقلدین کو بہت زیادہ اعتماد ہے وہ فرماتے ہیں کہ۔ فَإِذَا كَانَ إِنْسَانٌ جَاهِلٌ فِيْ بِلَادِ الْهِنْدِ وَبِلَادِ مَا وَرَاءِ النَّهْرِ وَلَيْسَ هُنَاكَ عَالِمٌ شَافِعِيٌّ وَلَا مَالِكِيٌّ وَلَا حَنْبَلِيٌّ وَلَا كِتَابٌ مِنْ كُتُبِ هٰذَا الْمَذْهَبِ وَجَبَ عَلَيْهِ أَنْ يُّقَلِّدَ لِمَذْهَبِ أَبِيْ حَنِيْفَةَ وَيَحْرُمُ عَلَيْهِ أَنْ يَّخْرُجَ مِنْ مَذْهَبِهٖ لِأَنَّهُ حِيْنَئِذٍ يَخْلَعُ مِنْ عُنُقِهٖ رِبْقَةَ الشَّرِيْعَةِ

وَ يَبْقٰى سُدًى مُهْمَلاً ۔ (انصاف صـ ۶۹ ، ۷۱)

ترجمہ: جب (غیر مقلد) عامی انسان علاقہ ہندوستان اور ما وراء النہر میں رہنے والا ہو کہ جہاں کوئی عالم شافعی اور مالکی اور حنبلی اور انکی کتب مذہبیہ میسر نہ آسکتی ہوں. تو اس پر واجب ہے کہ صرف امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کی تقلید کرے اور انکے مذہب سے علیحدہ ہونا اسکے لیے حرام ہے کیونکہ وہ اس وقت (ترک تقلید کی وجہ سے) شریعت کی رسی اپنی گردن سے اتار کر مہمل بیکار رہ جائیگا۔

۲۔ حضرت علامہ ابن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَمَّا فِیْ زَمَانِنَا فَقَالَ اَئِمَّتُنَا لَا یَجُوْزُ تَقْلِیْدُ غَیْرِ الْاَئِمَّۃِ الْاَرْبَعَۃِ الشَّافِعِیِّ وَ مَالِکٍ وَ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَ اَحْمَدَ ابْنِ حَنْبَلٍ ۔ (فتح المبین شرح اربعین)

ترجمہ: ہمارے ائمہ (شافعیہ) نے کہا ہے کہ ہمارے زمانہ میں سوائے چار اماموں (یعنی امام شافعیؒ۔ امام مالکؒ۔ امام ابو حنیفہؒ۔ امام احمد بن حنبلؒ، (رحمہم اللہ تعالےٰ) کے کسی کی تقلید جائز نہیں۔

۳۔ حضرت علامہ محب اللہ بہاری رحمہ اللہ الباری نے اور علامہ بحر العلوم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ۔

غیر المجتهد المطلق و الو كان عالما يلزمه التقليد لمجتهد ما فيما لا يقدر عليه من الاجتهاد (فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت صـ ۶۲۶)

ترجمہ: غیر مجتہد کو مسائل اجتہادیہ میں کسی عالم مجتہد کی تقلید لازم ہے۔

۵۔ [illegible] اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ دوسری تصنیف عقد الجید میں فرماتے ہیں کہ و يجب على من لم يجمع هذه الشرائط

تقليده فيما يعن له من الحوادث

ترجمہ: جو شخص شرائط اجتہاد کا جامع نہیں اس پر واجب ہے کہ پیش آنے والے مسائل میں مجتہد کی تقلید کرے۔

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے فرمایا۔ یَجِبُ عَلَى الْعَامِیِّ وَ غَیْرِهٖ مِمَّنْ لَمْ یَبْلُغْ مَرْتَبَۃَ الْاِجْتِهَادِ الْتِزَامُ مَذْهَبٍ مُعَیَّنٍ مِّنْ مَذَاهِبِ الْمُجْتَهِدِیْنَ ۔ (شرح جمع الجوامع)

ترجمہ: عامی اور جو شخص مرتبہ اجتہاد کو نہ پہنچا ہو اس پر مذاہب مجتہدین میں سے کسی مذہب معیّن (کی تقلید) کا التزام واجب ہے۔

۴۔ حضرت علامہ طحطاویؒ حاشیہ درمختار میں لکھتے ہیں۔

مَنْ کَانَ خَارِجًا عَنْ هٰذِهِ الْاَرْبَعَۃِ فِیْ هٰذَا الزَّمَانِ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْبِدْعَۃِ وَالنَّارِ ۔ (طحاوی)

ترجمہ: اس زمانہ میں جو شخص ان چار مذہبوں سے (استخفافاً) باہر ہوا وہ بدعتی اور ناری (بہتر فرقوں کے) لوگوں میں سے ہے۔

(ف) اس سے یقین کیجئے غیر مقلدین بدعتی ہیں۔ اپنا عیب چھپانے کے لیے اہلسنت کو بدعتی کہا کرتے ہیں۔ تفصیل دیکھئے۔ بدعتی کون۔

ترک تقلید کی مذمت

دور حاضرہ میں ٹیڈی مجتہدین (پروفیسروں، ڈاکٹر وکلا) ترک تقلید کی راہ ہموار کر رہے ہیں انکی مذمت میں فقہا و علما صدیوں پہلے مذمت فرما گئے چند حوالے حاضر ہیں۔

۱۔ حُکِیَ اَنَّ رَجُلًا مِنْ اَصْحَابِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ خَطَبَ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْ اَصْحَابِ الْحَدِیْثِ ابْنَتَہٗ فِیْ عَهْدِ اَبِیْ

بَکْرِنِ الْجَوْزَ جَانِیْ فَاَبٰی اِلَّا اَنْ یَّتْرُکَ مَذْهَبَهٗ (اِلٰی قَوْلِهٖ) وَلٰکِنْ اَخَافُ عَلَیْهِ اَنْ تَذْهَبَ اِیْمَانُهٗ وَقْتَ النَّزْعِ لِاَنَّهٗ اِسْتَخَفَّ بِمَذْهَبِ الَّذِیْ هُوَ حَقٌّ عِنْدَهٗ وَتَرَکَ لِاَجْلِ جِیْفَةٍ مُنْتِنَةٍ الخ

(ردالمختار باب التعزیر ص ۲۶۳ ج ۳)

ترجمہ:- منقول ہے کہ (شیخ) ابی بکر جوزجانی کے عہد میں ایک حنفی شخص نے ایک اہلحدیث آدمی کی طرف اسکی لڑکی کے رشتہ کے متعلق خطبہ کا پیغام بھیجا تو اس اہلحدیث نے اس شرط پر اپنی لڑکی کا نکاح دینا منظور کر لیا کہ وہ حنفی اپنا مذہب چھوڑ کر فاتحہ خلف الامام پڑھنا اور رفع یدین وقت رکوع وغیرہ شروع کر دے۔ حنفی نے اسے منظور کیا۔ اہل حدیث نے لڑکی کا اس سے نکاح کر دیا۔ پھر شیخ ابوبکر جوزجانی سے فتویٰ پوچھا گیا۔ انہوں نے سرنگوں ہونے کے بعد فرمایا۔ نکاح جائز ہے لیکن نزاع کے وقت اس حنفی (غیر مقلد بننے والے) کے ایمان دور ہو جانے کا مجھ کو اندیشہ ہے۔ کیونکہ جو مذہب اسکے اعتقاد میں حق تھا (یعنی حنفیت) اسکو گندے مردار کی خاطر چھوڑ کر مذہب حق کی اس نے توہین کی ہے۔

انتباہ | ہمارے دور میں ایسا عام ہو رہا ہے غیر مقلدین عوام کو پھنسانے کا یہ حربہ عام استعمال کر رہے ہیں اللہ مسلمانوں کو بچائے۔

آمین: بالخصوص مسئلہ طلاق ثلاثہ میں حلالہ سے بچنے کے لیے غیر مقلدین کے فتویٰ پر عمل کر بھی لیا۔ تب بھی اس عورت کو دوبارہ گھر میں لانے پر لمحہ لمحہ زنا کیا جائیگا۔ اور اسکے باوجود جو اولاد ہو گی وہ حرام زادگی کے کھاتہ میں لکھی جائیگی۔ (تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف "طلاق ثلاثہ")

غیر مجتہدین | اس قسم کا دعویٰ عمل ... مجتہدین کر رہے ہیں اسکا وبال انہی پر رہیگا۔

(ف) ... لگانے والے بھی اس زمانہ میں مبتلا ہیں تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف کالے خضاب۔

۲- وَحُکِیَ فِی الطَّبَقَاتِ الشَّافِعِیَّةِ اَنَّ اَبَا مُحَمَّدِنِ الْجُوَیْنِیَّ اَرَادَ اَنْ یَّکْتُبَ تَصْنِیْفًا وَیَخْرُجَ عَنْ تَقْلِیْدِ الشَّافِعِیِّ فَکَتَبَ اِلَیْهِ الْبَیْهَقِیُّ اِنِّیْ سَمِعْتُ اِرَادَکَ فَاعْلَمْ اَنَّکَ ... اَهْلِ الْاِجْتِهَادِ فَلَا تَخْرُجْ عَنْ تَقْلِیْدِ الشَّافِعِیِّ فَتَرَکَ اَبُوْ مُحَمَّدِنِ الْجُوَیْنِیُّ مَا اَرَادَ

(... ۲۰۷)

طبقات شافعیہ میں منقول ہے کہ ابو محمد جوینی (محدث شافعی مذہب) کا ارادہ ہوا کہ کتاب تصنیف کریں اور امام شافعی کی تقلید چھوڑ دیں۔ (امام بیہقی محدث کو اسکی خبر ہوئی) تو امام بیہقی (محدث) نے ابو محمد جوینی کی طرف لکھا کہ میں نے آپکا ارادہ (ترک تقلید) کا سنا ہے۔ سو واضح ہو آپ مجتہد نہیں ہیں۔ لہٰذا امام شافعی کی تقلید ترک نہ کیجئے۔ اسکے بعد جوینی نے اپنا قصد چھوڑ دیا اور تقلید شافعی پر بدستور قائم رہے۔

اولیاء کرام وصوفیہ عظام رحمہم اللہ تعالےٰ | ۱- شیخ عبدالوہاب شعرانی شیخ علی خواص رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں۔

وَکَانَ سَیِّدِیْ عَلِیُّنِ الْخَوَّاصُ اِذَا سَأَلَهٗ اِنْسَانٌ

عَنِ التَّقْلِيْدِ بِمَذْهَبٍ مُعَيَّنٍ اَلْاٰنَ هُوَ وَاجِبٌ اَمْ لَا يَقُوْلُ لَهٗ يَجِبُ عَلَيْكَ التَّقْلِيْدُ مَا دُمْتَ لَمْ تَصِلْ اِلٰى شُهُوْدِ عَيْنِ الشَّرِيْعَةِ الْاُوْلٰى۔

(میزان کبریٰ)

میرے شیخ حضرت علی خواص رحمہ اللہ تعالیٰ سے جب کوئی شخص مذہب معین کی تقلید کے متعلق پوچھتا کہ اب وہ واجب ہے یا نہیں تو فرماتے کہ تم پر تقلید واجب ہے جب تک کہ تم شہود عین شریعت اولی (یعنی مرتبہ اجتہاد) تک نہ پہنچو۔

۲۔ شیخ عبدالوہاب شعرانی کا اپنا ارشاد ہے۔

فَاِنْ قُلْتَ فَهَلْ يَجِبُ الْمَحْجُوْبُ عَنِ الْاِطِّلَاعِ عَلَى الْعَيْنِ الْاُوْلٰى لِلشَّرِيْعَةِ التَّقْلِيْدِ بِمَذْهَبٍ مُعَيَّنٍ فَالْجَوَابُ نَعَمْ يَجِبُ عَلَيْهِ ذٰلِكَ لِئَلَّا يَضِلَّ فِيْ نَفْسِهٖ وَيُضِلَّ غَيْرَهٗ۔

(میزان کبریٰ ص ۲۷)

اگر تم کہو کہ ایسے شخص پر جو درجہ اجتہاد کو نہ پہنچا ہو۔ مذہب معین کی پابندی واجب ہے یا نہیں تو جواب یہ ہے کہ ہاں اس پر (مذہب معین کی پابندی) تاکہ نہ خود گمراہ ہو نہ دوسروں کو گمراہ کرے۔

اعتراضات غیر مقلدین

انکے اکثر اعتراضات لایعنی، فضول اور ڈھکوسلے ہوتے ہیں اگر کچھ صحیح سوالات ہوتے بھی ہیں تو انکے مفہومات کچھ اور ہوتے ہیں لیکن غیر مقلدین محض دھوکہ دیکر انہیں اعتراض بنا لیتے ہیں اسی لیے فقیر پہلے اجمالی پھر تفصیل عرض کریگا۔

اجمالی جوابات

تقلید دو قسم پر ہے مشروع، غیر مشروع۔ تقلید مشروع ایسے مسائل اجتہادیہ میں ہے جن میں شرعاً اجتہاد کا دخل ہے اور انکو ایسے ائمہ دین نے بطور تشریح قرآن وحدیث سے استنباط کیا ہے جو اجتہاد کے اہل ہیں۔ اور جن کا زہد وتقویٰ اور صدق واخلاص شہرۂ آفاق ہے اور جنکا اجتہاد فی الدین اور استنباط مسائل شرعیہ مسلم ہے ایسے مسائل میں ہر ہر جزئی کی تفصیل تحقیق معلوم کرنے کے بغیر صرف ان ائمہ دین کی مجموعی حالت علمی وعملی کو بطور تحقیق اجمالی قابل اعتماد سمجھ کر واجب العمل اعتقاد کرنا شرعاً مستحسن بلکہ واجب ہے مقلدین اسی تقلید کے قائل ہیں۔ خواہ شخصی ہو یا غیر شخصی اور اسکا ثبوت قرآن وحدیث وتعامل خیر القرون واقوال فقہاء ومحدثین وارشادات صوفیہ عظام سے روز روشن کی طرح ظاہر وباہر ہے۔ جیسا کہ اوراق سابقہ سے معلوم ہوا۔ تقلید غیر مشروع ایسے امور میں ہے جن میں شرعاً اجتہاد کا دخل نہیں یا انکا استنباط کرنے والا اجتہاد کا اہل نہیں یا دیندار نہیں یا مسلمان ہی نہیں پس یہاں مجموعی حالت مخالف نصوص ہے اس لیے اس قسم کی تقلید قبیح بلکہ حرام ہے۔ اس تمہید کے بعد تمام شبہات کا اجمالاً جواب یہ ہے کہ علماء اہلحدیث کے تمام شبہات ایک مغالطہ باطلہ پر مبنی ہیں وہ یہ کہ مقلدین کے مقابلہ میں دعویٰ تو کرتے ہیں۔ تقلید مشروع کے ممنوع ہونے کا ثبوت دعویٰ میں دلائل وہ پیش کرتے ہیں جو تقلید غیر مشروع کے رد میں وارد ہوئے ہیں۔

سوالات و جوابات تفصیلی

سوال: قرآن کریم میں تقلید والوں کی برائی بیان فرمائی گئی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اتخذوا احبارھم و رھبانھم اربابا من دون اللہ۔ یعنی انہوں نے اپنے پادریوں اور جوگیوں کو اللہ کے سوا خدا بنا لیا اور فرمایا وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ۔ یعنی اور یہ کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے تو اس پر چلو اور راہیں نہ چلو کہ تم کو اس راہ سے جدا کر دیں۔ اور ایک دوسری آیت میں یوں ہے۔ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا۔ تو کہیں گے بلکہ ہم تو اس پر چلیں گے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا ان آیات اور اس قسم کی دوسری آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ اماموں کی تقلید حرام اور ناجائز ہے۔

جواب: ان مذکورہ بالا اور اس قسم کی دوسری آیات مبارکہ میں تقلید ائمہ کا ذکر ہی نہیں اور نہ انکی پیروی سے منع فرمایا گیا ہے کیونکہ ائمہ مجتہدین کے پاس جو کچھ ہے وہ قرآن اور احادیث کا خلاصہ اور نچوڑ ہے یعنی قرآن و احادیث سے حاصل شدہ بیان ہے کیونکہ ائمہ اربعہ نے قرآن و حدیث کے مقابلہ میں اپنی رائے سے اس سے مختلف اور معارض کچھ نہ فرمایا۔ اور یہ کہ ان آیات میں یا ان جیسی چند دوسری آیات میں پادریوں اور جوگیوں کی پیروی کرنے اور انکا طریقہ اپنانے سے منع کیا گیا ائمہ اربعہ و مجتہدین کرام تو اس وقت جب قرآن نازل ہو رہا تھا

تھے بھی نہیں اور حضور علیہ السلام کے ہوتے ہوئے انکی تقلید کون کرتا۔ لہذا ماننا پڑے گا کہ قرآن عظیم میں اس جیسی آیات میں کفار اور یہود و نصاریٰ کو ظاہر ہے پادریوں، راہبوں اور جوگیوں کے طریقہ پہ چلنے کو منع فرمایا۔

۲۔ بعض آیات مبارکہ میں جو تقلید کی برائی بیان فرمائی گئی ہے وہ شریعت کے مقابلہ میں ان پڑھ باپ دادوں کے خلافِ شرع حرام کاموں ناجائز باتوں کی تقلید کی برائی بیان فرمائی گئی ہے وہ شریعت کے مقابلہ میں ان پڑھ باپ دادوں کے خلافِ شرع حرام کاموں ناجائز باتوں کی تقلید برائی بیان کی ہے کیونکہ اس وقت تو اس وقت آج تک بعض ان پڑھ لوگ یہ کہتے ہیں ہمارے باپ دادا تو اس طرح کرتے چلے آئے۔ ہماری سات پشتوں سے ایسا ہو رہا ہے۔ ہماری برادری یا ہمارے خاندان کا رواج تو یہ ہے تو ان جاہل باپ دادوں کی خلاف شرع تقلید کی برائی بیان کی گئی ہے اور ان آیات کا ائمہ اربعہ کی تقلید سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ ائمہ مجتہدین کے اقوال وارشادات میں قرآن و احادیث ہی کی ترجمانی ہے اور قرآن و حدیث کے خلاف نہیں ہے۔

الزامی جواب علم حدیث میں بھی تقلید کرتے ہو مثلاً اسماء الرجال ہی میں دیکھ لیجئے مختلف راویان کرام تسلسل سے احادیث بیان فرماتے ہیں اس نے اس سے بیان کی اس نے اس سے بیان کی اس نے اس سے کہا اس نے اس سے کہا اور سب مانتے چلے گئے یہ تقلید نہیں تو اور کیا ہے اپنے سے پہلے راوی کی تقلید میں احادیث کو مان رہے ہیں۔ براہ راست تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد کسی بھی راوی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث سُنی نہیں اب ان

راویوں کی تقلید میں حدیث کو حدیث نہیں مانو گے تو اہلحدیث کیسے کہلاؤ گے؟ اور پھر تم یہ جو کہتے ہو کہ یہ حدیث ضعیف ہے وہ حدیث ضعیف ہے فلاں حدیث ضعیف ہے فلاں راوی ضعیف ہے وہ راوی ضعیف ہے یہ راوی ضعیف ہے۔ غیر مقلدین یہ کس بنیاد پر کہتے ہیں کیا انکو الہام ہوتا ہے؟ تمہیں یہی کہنا پڑتا ہے کہ فلاں محدث نے کہا ہے یہ حدیث ضعیف ہے فلاں محدث نے لکھا ہے وہ حدیث ضعیف ہے۔ امام بخاری نے کہا ہے حدیث کا فلاں راوی ضعیف ہے امام ترمذی یا امام نسائی یا امام مسلم نے لکھا ہے اس حدیث میں فلاں راوی ضعیف ہے۔ فلاں محدث نے لکھا ہے فلاں حدیث ضعیف ہے فلاں راوی ضعیف ہے وغیرہ وغیرہ۔

جواب تحقیقی بزرگانِ دین ائمہ مجتہدین کی تقلید جو عام مسلمانوں میں شروع اسلام سے رائج ہے کسی آیت یا حدیث میں اس سے منع نہیں کیا گیا بجا اسکا حکم دیا گیا ہے کیونکہ ائمہ مجتہدین علم شریعت و طریقت کے جامع اور ہادی و مہدی اور ان کی تقلید سے اصل مقصد خدا اور رسول کی اتباع کرنا ہے۔ وَالْعَامِیُّ اِنَّمَا اتَّبَعَ الْمُجْتَهِدَ مِنْ جِهَةِ تَوَجُّهِهٖ اِلٰی صَوْبِ الْعِلْمِ الْحَاكِمِ۔ (الاعتصام ص۲۵۲ ج ۳)

مجتہد کی اتباع عامی اس لیے کرتا ہے کہ وہ اسکے واسطہ سے علم حاکم (قرآن و حدیث) کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ فَعَلٰی كُلِّ تَقْدِيْرٍ لَا يَتَّبِعُ اَحَدًا مِّنَ الْعُلَمَاءِ اِلَّا مِنْ حَيْثُ هُوَ مُتَوَجِّهٌ نَحْوَ الشَّيْءِ بِعَيْنِهٖ قَائِمٌ بِحُجَّتِهَا (الاعتصام ص۵۳ ج ۳)

ہر مجتہد عالم اسی لیے تقلید کیا جاتا ہے کہ وہ شرعی دلائل کے ساتھ شریعت کی طرف متوجہ ہو رہا ہے۔

وَلَيْسَ مَحَلُّهٗ فِيْمَنْ لَا يَدِيْنُ اِلَّا بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا يَعْتَقِدُ حَلَالًا اِلَّا مَا اَحَلَّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا حَرَامًا اِلَّا مَا حَرَّمَهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلٰكِنْ لَمَّا لَمْ يَكُنْ لَهٗ عِلْمٌ بِمَا قَالَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا بِطَرِيْقِ الْجَمْعِ بَيْنَ الْمُخْتَلِفَاتِ مِنْ كَلَامِهٖ وَلَا بِطَرِيْقِ الْاِسْتِنْبَاطِ مِنْ كَلَامِهٖ اِتَّبَعَ عَالِمًا رَاشِدًا عَلٰى اَنَّهٗ مُصِيْبٌ فِيْمَا يَقُوْلُ وَيُفْتِيْ ظَاهِرًا مُتَّبِعٌ سُنَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنْ خَالَفَ مَا يَظُنُّهٗ اَقْلَعَ مِنْ سَاعَتِهٖ مِنْ غَيْرِ جِدَالٍ وَلَا اِصْرَارٍ فَهٰذَا كَيْفَ يُنْكِرُهٗ اَحَدٌ مَعَ اَنَّ الْاِسْتِفْتَاءَ وَالْاِفْتَاءَ لَمْ يَزَلْ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا فَرْقَ بَيْنَ اَنْ يَسْتَفْتِيَ هٰذَا دَائِمًا اَوْ يَسْتَفْتِيَ هٰذَا حِيْنًا وَذٰلِكَ حِيْنًا بَعْدَ اَنْ يَكُوْنَ مُجْمِعًا عَلٰى مَا ذَكَرْنَاهُ۔

(حجۃ اللہ البالغہ مطبوعہ مصر ص۱۲۴)

شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں۔ تقلید اس شخص کے حق میں ممنوع نہیں۔ جس کا مقصود قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنا ہو اور وہ اللہ و رسول کی حلال کردہ چیز کو حلال اور حرام کردہ کو حرام اعتقاد کرتا

ہو لیکن جب اسکو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا پورا علم نہیں ہوا اور جمع بین المختلفات کا طریق معلوم نہیں۔ اور نہ آپکی کلام سے استنباط احکام پر قدرت ہے تو (ایسی صورت میں) اس نے کسی دینی پیشوا کی بایں خیال پیروی کر لی کہ یہ اپنے قول و فتویٰ میں ظاہراً مصیب ہے اور متبع سنت نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے (ہاں یہ بھی خیال رہے) کہ اگر کسی وقت اسکو مخالف سنت نبویہ پایا تو فوراً چھوڑ دونگا تو ایسی تقلید کا کون انکار کر سکتا ہے۔ باوجودیکہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اہل اسلام میں اس قسم کی تقلیدی استفتاء و افتاء کا سلسلہ جاری چلا جاتا ہے۔ اور اس میں تقلید شخصی اور غیر شخصی کا کوئی فرق نہیں (جواز میں دونوں برابر ہیں۔)

سوال: قرآن مجید میں ہے۔ اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (سورۃ توبہ پ ۱۰)

ٹھہراتے ہیں اپنے علماء اور درویشوں کو خدا۔ اللہ کو چھوڑ کر۔

اس آیت کے تحت میں امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر مطبوعہ مصر کے صـ ۴۲۳ ج ۵ میں لکھتے ہیں۔

اَلْاَكْثَرُوْنَ مِنَ الْمُفَسِّرِيْنَ قَالُوْا لَيْسَ الْمُرَادُ مِنَ الْاَرْبَابِ اَنَّهُمْ اعْتَقَدُوْا فِيْهِمْ اَنَّهُمْ اٰلِهَةُ الْعَالَمِ بَلِ الْمُرَادُ اَنَّهُمْ اَطَاعُوْهُمْ فِيْ اَوَامِرِهِمْ وَنَوَاهِيْهِمْ۔ نُقِلَ اَنَّ عَدِيَّ بْنَ حَاتِمٍ كَانَ نَصْرَانِيًّا فَانْتَهٰى اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْرَءُ سُوْرَةَ بَرَاءَةٍ فَوَصَلَ اِلٰى هٰذِهِ الْاٰيَةِ قَالَ فَقُلْتُ لَسْنَا

نَعْبُدُهُمْ فَقَالَ اَلَيْسَ يُحَرِّمُوْنَ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ فَتُحَرِّمُوْنَهٗ وَيُحِلُّوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَتَسْتَحِلُّوْنَهٗ فَقُلْتُ بَلٰى قَالَ فَتِلْكَ عِبَادَتُهُمْ۔

اس سے یہ معلوم ہوا کہ کسی پیشوا کے امر و نہی کی اطاعت کرنا شرک ہے لہٰذا تقلید ائمہ مجتہدین شرک ہوئی۔

جواب: یہود و نصاریٰ کے احبار رہبان محض اپنی رائے سے احکام الٰہی کے خلاف امر و نہی کیا کرتے اور لوگ انہی کو مطاع مطلق جانتے تھے اس لیے ایسی اطاعت کو شرک کہا گیا اور ائمہ مجتہدین کے مسائل اجتہادیہ قرآن و حدیث کی مراد کے لیے مظہر ہوا کرتے ہیں اور انکا اجتہاد قرآن و حدیث سے مستنبط ہوا کرتا ہے۔ اس لیے انکا امر و نواہی از خود نہیں ہوتا اور نہ انکو مطاع مطلق سمجھ کر انکی پیروی کی جاتی ہے بلکہ انکو خدا اور رسول کی اطاعت کا واسطہ سمجھا جاتا۔ لہٰذا تقلید ائمہ مجتہدین کی مخالفت اس آیت سے ہرگز نہیں نکلتی۔

چنانچہ مولانا عبد الحی لکھنوی اس استدلال کو نقل کر کے لکھتے ہیں۔

قَدْ ضَلَّ مَنِ اسْتَشْهَدَ بِالْاٰيَةِ الْمَذْكُوْرَةِ وَالْحَدِيْثِ الْمَذْكُوْرِ وَالْعِبَارَةِ الْمَسْطُوْرَةِ وَنَحْوِهَا الْوَاقِعِ مِنْ اَجِلَّةِ الْعُلَمَاءِ عَلٰى اِبْطَالِ مُطْلَقِ التَّقْلِيْدِ وَحَكَمَ بِكَوْنِهٖ شِرْكًا وَضَلَالَةً وَبِدْعَةً مِنْ غَيْرِ فَرْقٍ بَيْنَ التَّقْلِيْدِ الْجَامِدِ الْكَاسِدِ وَبَيْنَ

التَّقْلِيْدِ الْمَرْغُوْبِ الْمَنْدُوْبِ ۔ (غیث غمام ص۹

خلاصہ ترجمہ: یعنی جس شخص نے کہا کہ مطلق تقلید باطل اور شرک اور ضلالت اور بدعة اور دلیل میں آیت مذکورہ اور عبارت مسطورہ پیش کیا وہ شخص گمراہ ہے کیونکہ اس نے تقلید فاسد اور تقلید مستحسن میں فرق نہیں کیا۔

سوال: حدیث میں ہے عَنْ مَالِكٍ بْنِ اَنَسٍ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكْتُ فِيْكُمْ اَمْرَيْنِ لَنْ تَضِلُّوْا مَا تَمَسَّكْتُمْ بِهِمَا كِتَابَ اللّٰهِ وَ سُنَّةَ رَسُوْلِهٖ ۔ (رواہ فی الموطا) مشکوۃ باب الاعتصام ص۳۱

ترجمہ: امام مالکؒ موطا میں مرسل روایتہ میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تم میں دو چیزیں چھوڑی ہیں جب تک تم ان پر عمل کرو گے ہر گز گمراہ نہیں ہو گے۔ ایک اللہ کی کتاب اور دوسرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت۔

(ف) اس حدیث میں کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قابل عمل ہونا اور گمراہی سے بچاؤ کا ذریعہ ہونا اس امر کی دلیل ہے کہ دونوں کے سوا کسی امام کی مسائل اجتہاد میں تقلید کرنا جائز نہیں۔

جواب: ائمہ مجتہدین مسائل اجتہادیہ کو قرآن و حدیث ہی سے مستنبط کرتے ہیں اور انہی کی تشریح کیا کرتے ہیں۔ پھر ایسے مسائل کو تقلیداً قبول کرنا عین قرآن وحدیث کی اتباع ہے اس لیے کہ قرآن و حدیث سے مراد عام ہے کہ اسکے مسائل ظاہرہ ہوں یا اجتہادیہ۔

سوال: عَنْ جَابِرٍ اَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ بِنُسْخَةٍ مِنَ التَّوْرَاةِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هٰذِهٖ نُسْخَةٌ مِنَ التَّوْرَاةِ فَسَكَتَ (اِلٰى اَنْ قَالَ) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَوْ بَدَا لَكُمْ مُوْسٰى فَاتَّبَعْتُمُوْهُ وَ تَرَكْتُمُوْنِيْ لَضَلَلْتُمْ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيْلِ

(رواہ الدارمی مشکوۃ ص۳۲)

حضرت جابر سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک نسخہ تورات کا لیکر آئے اور عرض کیا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تورات کا نسخہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش رہے۔ انہوں نے پڑھنا شروع کیا۔ آپ کے چہرہ مبارک پر ناراضگی کے آثار نمایاں ہونے شروع ہو گئے۔ (اس حدیث کے آخر میں ہے۔) کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی کہ محمد کی جان اسکے قبضہ میں ہے اگر تمہارے لیے حضرت موسیٰ علیہ السلام ظاہر ہو جائیں اور تم مجھ کو چھوڑ کر انکی پیروی کرنے لگو تو تم سیدھے راستے سے گمراہ ہو جاؤ گے۔

(ف) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جب حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ چھوڑ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر کی تقلید جائز نہیں تو کسی امام اور مجتہد کی تقلید کس طرح جائز ہو سکتی ہے۔

جواب: حضرت موسیٰ علیہ السلام صاحبِ شریعت مستقلہ پیغمبر ہیں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت موسویہ کے لیے ناسخ ہے۔ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موسیٰ علیہ السلام کی اتباع کی جاتی تو مسائل منسوخہ میں بھی اتباع ہوتی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے انکار کو مستلزم ہوتا۔ اور یہ صریح کفر ہے اسی واسطے وَ تَرَکْتُمُوْنِیْ (اور تم مجھ کو چھوڑ دیتے) فرمایا ائمہ مجتہدین کی تقلید میں عین اتباعِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس لیے کہ وہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتی فرمانبردار قرآن وحدیث پر عمل کرنے والے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتباع ہی کی غرض سے مسائل اجتہادیہ کا استنباط کرنے والے ہیں۔ هٰذَا مِنْ ذَالِكَ۔

سوال: عہد صحابہ کرام وتابعین رضی اللہ عنہم میں تقلید کا وجود نہ تھا لہٰذا تقلید بدعت ہوئی۔ نیز صحابہ کرام افضل الامت ہیں۔ ائمہ اربعہ ان سے مفضول۔ اگر تقلید جائز ہوتی تو بجائے صحابہ کرام کے ائمہ اربعہ کی تقلید آج رائج نہ ہوتی۔

جواب: فقیر سابق اوراق میں صحابہ کرام وتابعین رضی اللہ عنہم سے زمانہ خیر القرون میں تقلید کا پایا جانا ثابت کر چکا ہے کہ وہ ایک دوسرے کی تقلید کرتے تھے۔

چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب لکھتے ہیں۔

وَرُدَّ بِاَنَّ اعْتِقَادَ اَفْضَلِيَّةِ الْاِمَامِ عَلٰى سَائِرِ الْاَئِمَّةِ مُطْلَقًا غَيْرُ لَازِمٍ فِیْ صِحَّةِ التَّقْلِيْدِ

اِجْمَاعًا لِاَنَّ الصَّحَابَةَ وَالتَّابِعِيْنَ كَانُوْا يَعْتَقِدُوْنَ اَنَّ خَيْرَ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اَبُوْبَكْرٍ۔ ثُمَّ عُمَرُ وَكَانُوْا يُقَلِّدُوْنَ فِیْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْمَسَائِلِ بِخِلَافِ قَوْلِهِمَا وَلَمْ يُنْكِرْ عَلٰى ذٰلِكَ اَحَدٌ فَكَانَ اِجْمَاعًا عَلٰى مَا قُلْنَاهُ۔ (عقد الجید ص۴۲)

ترجمہ: پہلی بات اس طرح رد کی گئی ہے کہ تقلید کے صحیح ہونے میں بالاجماع یہ اعتقاد رکھنا ضروری نہیں کہ (میرا) امام باقی سب ائمہ پر مطلقاً فضیلت رکھتا ہے اس لیے کہ صحابہ کرام وتابعین رضی اللہ عنہم یہ رکھتے تھے کہ تمام امت میں سب سے افضل حضرت ابوبکر ہیں پھر حضرت عمرؓ حالانکہ بہت سے مسائل (اختلافیہ) میں ان دونوں حضرات کے مخالف دوسرے صاحبوں کی تقلید کیا کرتے تھے اور کسی نے ان پر انکار نہیں کیا۔ لہٰذا یہ مسئلہ اجماعی ہوا۔

جواب ۲: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تقلید اس لیے ترک نہیں کی گئی کہ وہ افضل الامت نہیں توبہ توبہ بلکہ اس لیے ترک کی گئی ہے کہ ان کے سب مسائل مجتہد فیہا مدون نہیں ہیں اور مفصل طور ہم تک پہنچے نہیں۔ بخلاف ائمہ اربعہ کے کہ ان کے سب مسائل مدون ہیں اور بوجہ میسر آسکنے کے ان پر عمل کرنا ہم کو آسان ہے۔

سوال: ائمہ مجتہدین خود اپنی تقلید سے منع کیا کرتے تھے پھر انکی تقلید کیسے جائز ہوگی۔ اسی طرح بہت سے فقہا بھی۔

جواب: یہ کہنا کہ ائمہ مجتہدین تقلید سے منع کیا کرتے تھے۔ غلط ہے اس لیے کہ ائمہ لوگوں کو جو فتویٰ دیا کرتے تھے۔ وہ اکثر دلائل اور

بیان مآخذ سے خالی ہوا کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ تقلید کو عملی طور پر جائز رکھا کرتے تھے۔ فقہاء سے بھی اسی طرح عملاً تقلید کا ثبوت ہے۔

جواب ۲: ائمہ مجتہدین نے تقلید سے جہاں منع کیا ہے وہ ان لوگوں کو منع کیا ہے جو خود درجہ اجتہاد تک پہنچے ہوئے تھے امام شعرانیؒ فرماتے ہیں۔ وَهُوَ مَحْمُولٌ عَلٰى مَنْ لَهٗ قُدْرَةٌ عَلَى اسْتِنْبَاطِ الْاَحْكَامِ مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَاِلَّا فَقَدْ صَرَّحَ الْعُلَمَاءُ بِاَنَّ التَّقْلِيْدَ وَاجِبٌ عَلَى الْعَامِّيِّ لِئَلَّا يَضِلَّ فِيْ دِيْنِهٖ۔

(میزان الکبریٰ مطبوعہ مصر ص۸۸ ج۱)

ترجمہ: تقلید کی ممانعت اس شخص کے لیے ہے جو پورا مجتہد ہو ورنہ علماء کرام تصریح کرتے ہیں کہ غیر مجتہد پر تقلید واجب ہے تاکہ وہ اپنے دین کیں گمراہ نہ ہو جائے۔ اور فقہاء کرام نے بھی تقلید مذموم سے منع کیا ہے نہ محمود سے۔ اور فرمایا وَهُوَ مَحْمُوْلٌ عَلٰى مَنْ اُعْطِيَ قُوَّةَ الْاِجْتِهَادِ اَمَّا الضَّعِيْفُ فَيَجِبُ عَلَيْهِ التَّقْلِيْدُ لِاَحَدٍ مِّنَ الْاَئِمَّةِ وَاِلَّا هَلَكَ وَضَلَّ۔ (الیواقیت الجواہر ص۹۶ ج۲)

یہ مجتہد کے لیے ہے اور غیر مجتہد پر ایک امام کی تقلید واجب ہے ورنہ برباد اور گمراہ ہو جائیگا۔

صوفیانہ شبہ | سوال:۔ مولانا رومی رحمہ اللہ تعالےٰ مثنوی معنوی میں کئی جگہ تقلید کی مذمت فرماتے ہیں۔ چنانچہ ایک جگہ

لکھتے ہیں۔ ؎

مر مرا تقلید شان بر باد داد
کہ دو صد لعنت براں تقلید باد

(۲) شیخ سعدیؒ بوستان کے باب ہشتم میں لکھتے ہیں۔ ؎

عبادت تقلید گمراہی است
خنک رہروے لاکہ آگاہی است

جواب:۔ ہم پہلے بتلا چکے ہیں کہ تقلید دو قسم پر ہے مشروع و غیر مشروع مولاناؒ نے شعر مذکورہ میں تقلید غیر مشروع کا ذکر کیا ہے اس لیے تقلید کو لفظ "شان" سے مقید کیا ہے۔ اور مطلق نہیں بیان کیا۔ تفصیل اسکی یہ ہے کہ اس شعر سے پہلے ایک صوفی کا قصہ ہے جو کہ نااہلوں کی تقلید میں "خر برفت و خر برفت" کہتا رہا تھا۔ اور پھر پچھتایا تھا۔ تو اسکے متعلق مولانا فرماتے ہیں کہ ایسی تقلید یعنی نااہلوں کی جو غافل عن الحق ہیں گمراہی ہے۔ اسی طرح جو لوگ گمراہ ہیں ان کی تقلید بھی بری ہے۔

(نوٹ) مولانا رومی قدس سرہ کی مثنوی کے اشعار سے اعتراضات کی تفصیل و تحقیق فقیر کی شرح مثنوی المعروف بہ "صدائے نوی" کا مطالعہ فرمائیے نیز شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ کے شعر کا مطلب بھی وہی ہے جو مولانا رومی قدس سرہ کے شعر کا مطلب ہے۔

سوال: اللہ تعالیٰ نے فرمایا اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ۔ نہیں ہے حکم مگر اللہ کا۔ تقلید میں غیر خدا ائمہ اربعہ کو حکم بنانا ہے اور یہ شرک ہے لہذا تقلید ائمہ شرک ہے اور مقلد مشرک ہیں۔

(جواب الزامی)

جب تقلید شرک ہوئی اور معاذ اللہ مقلدین مشرک ہوئے تو مذکورہ بالا ائمہ احادیث واصحاب احادیث یعنی احادیث مبارکہ کی کتابیں مرتب کرنے والے امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن ماجہ، امام ابوداؤد، امام بیہقی وامام دارمی وغیرہ جو مقلد یا مقلدوں کے شاگرد ہیں وہ سب معاذ اللہ مشرک ہوئے اور اصولاً جب احادیث کی کسی روایت میں ایک فاسق راوی آجائے تو روایت یا حدیث ضعیف یا موضوع ہو جاتی ہے جس روایت میں کوئی مقلد آگیا، حنفی، شافعی، حنبلی یا مالکی آگیا تو تمہارے اصول پر مشرک آگیا اور احادیث کی روایت میں مقلد مشرک آنے سے کوئی بھی حدیث صحیح نہ رہی اور صحیح تو کیا ضعیف وموضوع بھی نہ رہی کیونکہ حدیث ضعیف یا موضوع تو راوی کے فاسق ہونے سے ہوتی ہے مشرک راویوں کے روایات احادیث شامل ہونے سے احادیث مبارکہ کا وجود ہی ختم ماننا پڑے گا اور یہ کہنا پڑے گا آج دنیا میں کوئی ایک حدیث بھی قابلِ عمل وقابل اعتماد نہیں ہے حدیث کا وجود صرف ائمہ اربعہ کے زمانہ تقلید سے پہلے تھا۔ تو پھر کس منہ سے یہ لوگ صحیح بخاری، صحیح مسلم، ترمذی شریف، نسائی شریف، ابوداؤد، ابن ماجہ شریف وغیرہ کا نام لیتے ہیں۔ جبکہ یہ حضرات بلکہ جملہ محدثین مقلد تھے۔ دیکھئے فقیر کا رسالہ تردید الغیر المقلدین فی تقلید ائمۃ المحدثین۔

تحقیقی جواب

آیت مذکورہ میں حکم حقیقی مراد ہے یعنی حکم صرف اللہ تعالیٰ کا ہے پھر اس کے اذن وعطا سے اسکے

بندے اور مخلوق چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۗ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا۔ (پ ۵ النساء ۳۵)

ترجمہ: اور اگر تم کو میاں بی بی کے جھگڑے کا خوف ہو تو ایک پنچ مرد والوں کی طرف سے بھیجو اور ایک پنچ عورت والوں کی طرف سے یہ دونوں اگر صلح کرانا چاہیں گے تو اللہ ان میں میل کر دے گا۔ بیشک اللہ جاننے والا خبردار ہے۔ (کنز الایمان)

خود حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریظہ کے معاملہ میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ حکم بنایا تھا۔

سیدنا علی المرتضیٰ وسیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہما نے غزوہ صفین میں حکم مقرر کئے۔ اس واقعہ کے بعد خوارج نے یہی آیت پڑھ کر دونوں بزرگوں کو شرک کا فتویٰ لگا کر ان دونوں سے علیحدہ ہو گئے۔

لطیفہ: مقلدین اور جملہ اہلسنت کو غیر مقلدین اس آیت کی وجہ سے مشرک کہتے سمجھتے ہیں یہ انہیں خوارج سے وراثت ملی ہے اس لیے ہم کہتے ہیں کہ غیر مقلدین اور بعض مقلدین (دیوبندی۔ نجدی) خوارج کی شاخ ہیں۔ ع۔

ہیں پرانے شکاری لیے پھرتے ہیں جال نئے نئے

تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب ابلیس تا دیوبند

تقلید شخصی

اسی کا نام مستقل رسالہ فقیر نے تصنیف کیا ہے یہاں مختصر سا بیان حاضر ہے یاد رہے کہ اسکی بنیاد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے خود رکھی جسکی مثالیں گزری ہیں۔ تابعین صحابہ کرام میں کسی ایک کے مقلد بن جاتے چنانچہ شاہ ولی اللہ نے فرمایا کہ

ذلک صار لکل عالم من علماء التابعين مذهب على حياله في كل بلد امام۔

ترجمہ: اس سے علمائے تابعین میں ہر ایک کا ایک علیحدہ مذہب مقرر ہو گیا اور ہر شہر میں صاحب مذہب امام پایا جاتا تھا۔ اسکی وجہ وہی تھی ہے کہ تقلید اتباع و پیروی کا دوسرا نام ہے لیکن چونکہ ان ائمہ کے پیروکار نہ رہے اسی لیے وہ شہرت پذیر نہ ہو سکے اور ان چاروں ائمہ کے پیروکار عالم اسلام میں چار سُو پھیلے اور تا حال سلسلہ غیر منقطع ہے اسی لیے ان چاروں کی تقلید ضروری ہے۔

بار بار عرض کیا جا چکا ہے کہ تقلید قرآن و حدیث فہمی کے لیے کسی امام پر اعتماد کر کے اسکی اتباع و پیروی کرنے کا نام ہے۔ الحمد للہ ہم قرآن و حدیث کو ہی اپنا مطمع نظر سمجھتے ہیں جو مسئلہ قرآن مجید میں صراحۃً ہے اس کے بعد حدیث کو اسکی تفسیر کی حیثیت سے ماننا ہے جو مسئلہ احادیث صحیحہ میں ہے اس پر کسی امام کا قول قابل قبول نہیں اسی لیے امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ نے فرمایا۔

اذا جاءكم منى حديث فاعرضوه على كتاب الله فان وافقه فاقبلوه والا فردوه

جب تمہیں مجھ سے کوئی بات پہنچے تو اسے قرآن کے سامنے لاؤ۔ اگر موافق ہو قبول کر لو۔ ورنہ رد کر دو۔

(احمدی)

اس معنیٰ پر قرآن و حدیث کو سمجھنے کے لیے ائمہ کا سہارا لیا گیا اس لیے کہ ان حضرات نے اپنی زندگی قرآن و حدیث سمجھنے پر قربان کر ڈالی جیسا کہ ان حضرات کے حالات سے ثابت ہے۔

قرآن و حدیث فہمی کیلئے علم و عقل چاہیئے

ہم ائمہ کا دامن قرآن و حدیث فہمی کے لیے پکڑتے ہیں کیونکہ ان کے اسباب نزول و ورود اور ناسخ و منسوخ و دیگر تحقیقات کے لیے مردان خدا کی ضرورت ہے پھر محاورہ جات کا معاملہ بڑا سنگین امر ہے فقیر مختصر بحث عرض کرتا ہے۔

عربی محاورے

عربی جامع زبان ہے اسے ام الالسنہ کہا جاتا ہے اسکے ایک ایک لفظ کے کئی معانی ہوتے ہیں اسکے ایک چھوٹے سے جملے میں معانی و مطالب کی اس قدر بہتات ہوتی ہے کہ دریا کوزہ بند کی مثال اس پر سو فیصد صحیح ثابت ہوتی ہے۔

عربی زبان میں بعض الفاظ مشترک بھی ہوتے ہیں۔ اسی لیے عام آدمی جگہ جگہ پر ہزاروں ٹھوکریں کھاتا ہے:

اردو محاورے

عربی تو بہت بلند پایہ زبان ہے ایک معمولی اردو زبان جسے ہم اسے اپنی ہمزاد بولی کہیں تو بعید از

قیاس نہیں لیکن اسکے محاورے بھی دماغ چکرا دیتے ہیں. بلکہ بہت سے بیوقوف اردو کے شعراء کے کلام سمجھنے میں بھی بری طرح مار کھا جاتے ہیں

شکایت: ایک بیوقوف نے کہا کہ لوگ علامہ اقبال مرحوم کے کلام کو دقیق سمجھتے ہیں حالانکہ وہ بہت ہی آسان اور جس طرح میں نے اسے سمجھا ہے ممکن ہے کسی کو نصیب نہ ہوا ہو. مثال کے طور پر ایک شعر پڑھا

؎ خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

شرح:۔ بندہ جب ترقی کر کے عرش معلی تک پہنچ جاتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہاں سخت سردی پڑتی ہے کیا تیرے پاس رضائی ہے کہ نہیں. کچھ اس طرح کا اجتہاد غیر مقلدین کے بعض مجتہد کرتے ہیں اسکی مثالیں آئیں گی.

اردو محاورہ کی چند مثالیں

۱- ایک محاورہ کا جملہ ہے میں تمہاری چھاتی پر مونگ دلوں گا. اسکا لفظی معنی تو یہ ہے کہ میں تمہیں لٹا کر تمہاری چھاتی پر مونگ رکھ کر اسکی دال بنا دوں گا. مگر کیا مراد بھی اس سے یہی ہے. ہرگز نہیں. مراد اس سے یہ ہے کہ جو کام تمہاری مرضی کے خلاف ہے وہ کام میں تمہارے سامنے ہی ضرور کروں گا اور تمہیں جلاؤنگا.

۲- جلاؤنگا سے بھی لفظی معنی مراد نہیں کہ تم پر مٹی کا تیل چھڑک کر آگ لگا دونگا بلکہ مراد یہ ہے کہ غصہ کی آگ میں جلاؤنگا.

۳- ایک مشہور محاورہ یہ بھی ہے کہ میری بات سن کر اسکے طوطے اڑ گئے لفظی معنی تو اسکا یہ بتاتا ہے کہ اس نے کچھ طوطے پال رکھے تھے جو پنجرے میں بند تھے مگر میری بات سنتے ہی اسکے پنجرے کے دروازے کھل گئے اور اسکے سب طوطے اڑ گئے. مگر کیا مراد بھی اس سے یہی ہے. ہرگز نہیں. مراد اس سے یہ ہے کہ میری بات سن کر وہ حیران و مبہوت رہ گیا.

۴- عام محاورہ ہے کہ میرے ہاں بڑے بڑے آدمی پانی بھرتے ہیں. تو کیا اس سے مراد یہ ہے کہ میرے ہاں بڑے بڑے آدمی سقے اور بہشتی بن کر اپنی اپنی مشکیں اٹھاتے آتے ہیں اور پانی بھر جاتے ہیں. یا مراد یہ ہے کہ بڑے بڑے آدمی میری عزت کرتے ہیں.

۵- ایک اور محاورہ ہے کہ میری بات سن کر وہ پانی پانی ہو گیا. لفظی ترجمہ تو اسکا یہ ہے کہ میری بات سنتے ہی وہ پگھلنے لگا. اور پہلے جو آدمی تھا. اب وہ تالاب بن گیا مگر مراد اس سے یہ ہے کہ میری بات سن کر وہ شرمندہ ہو گیا. اسی طرح کے کئی محاورے ہر زبان میں موجود ہوتے ہیں جنکا لفظی ترجمہ اور مراد کچھ اور ہوتی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ اس قسم کے جملوں کے لفظی معنوں پر اڑے رہنا اور مراد تک نہ پہنچنا بہت بڑی غلطی ہے اور اس قسم کے عمل سے بعض اوقات تکلیف دہ نتائج پیدا ہو جاتے ہیں.

لطیفہ

ایک لطیفہ ہے کہ ایک صاحب کا دوست کسی سے لڑنے لگا. لڑتے ہوئے دونوں الجھ پڑے. اور وہ دوست پٹنے لگا. دوست نے اپنے دوست کو مشکل میں دیکھا تو آگے بڑھ کر اپنے ہی دوست کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے. دشمن نے اطمینان سے اور بھی زیادہ مارا اور خوب مرمت

کر کے جب وہ واپس چلا گیا تو پٹنے والے نے اپنے دوست سے
شکایت کی کہ تم نے اچھا حق دوستی ادا کیا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ تم میری مدد کرتے۔ الٹا تم نے میرے ہاتھ پکڑ لئے۔ تاکہ وہ مجھے اچھی طرح پیٹ سکے۔ دوست نے جواب دیا کہ میں نے تو حضرت سعدی کے اس شعر پر عمل کیا ہے۔ ؎

دوست آں باشد کہ گیرد دستِ دوست
در پریشان حالی و درماندگی

یعنی دوست وہ ہوتا ہے جو مشکل کے وقت دوست کے ہاتھ پکڑے۔ میں نے تمہیں مشکل میں دیکھا تو تمہارے ہاتھ پکڑ لیے دیکھا آپ نے کہ اس شخص نے اس شعر کے لفظی ترجمہ پر تو خوب عمل کیا۔ مگر اسکی مراد تک نہ پہنچا اور نہ سمجھا کہ مراد ہاتھ پکڑنے سے مدد کرنا ہے۔

نتیجہ اسی طرح بعض لوگ قرآن و حدیث کے لفظی ترجمے پر ہی جمے رہتے ہیں اور اسکی مراد تک نہیں پہنچتے۔ لفظی ترجمے اور اسکی مراد کی مثالیں قرآن پاک کی آیات بھی ملتی ہیں۔

قرآن کی آیات ۱۔ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَيُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ فَلَا يَسْتَطِيعُونَ
(پ ۲۹ ع ۴)

ترجمہ: جس دن ایک ساق کھولی جائے گی اور سجدہ کو بلائے جائیں گے تو نہ کر سکیں گے۔

اس آیت کریمہ میں "ساق" کا لفظ آیا ہے۔ اور ساق پنڈلی کو کہتے ہیں۔ خدا فرماتا ہے کہ کل قیامت کے روز وہ ساق کھولی جائے گی۔ اور

کفار و منافقین کو سجدہ کے لیے کہا جائیگا اور وہ نہ کر سکیں گے۔ سب جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پنڈلی سے پاک و منزہ ہے تو پھر پنڈلی کھولی جانے سے کیا مراد ہے؟

یہاں بھی وہی بات ہے کہ یہاں لفظی ترجمہ میں تو پنڈلی کا کھولنا ہی ہے مگر مراد یہاں حقیقت ہے۔ کہ وہ روز بڑا سخت ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ اس روز عدل و انصاف فرمانا شروع فرمائے گا۔ آج بھی کوئی کام شروع کرے تو کہتے ہیں اس نے اس کام کے لیے کمر باندھ لی ہے۔ باندھ لی ہے سے مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ اس کام کو تیار ہو گیا ہے۔ یونہی پنڈلی کھولنے سے مراد یہ ہے کہ جس روز اللہ تعالیٰ عدل انصاف فرمانے لگے گا اور کفار و منافقین سے فرماتے گا۔ کہ سجدہ کرو۔ تو وہ نہ کر سکیں گے۔

۲۔ قرآن پاک میں جہاں کہیں وَجْهُ اللّٰهِ یا "يَدُ اللّٰهِ" کے لفظ آئے ہیں۔ وہاں "مونہہ" یا ہاتھ ہرگز مراد نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے پاک و منزہ ہے ہاں ان سے مراد اللہ کی توجہ رحمت اور اسکی نصرت و حمایت ہے۔ معلوم ہوا کہ قرآن پاک کا ایک ظاہر اور ایک باطن ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا ہے کہ:

وَلِكُلِّ آيَةٍ مِنْهَا ظَهْرٌ وَبَطْنٌ (مشکوٰۃ شریف صـ ۲۷)

یعنی قرآن پاک کی ہر آیت کا ایک ظاہر
ترجمہ: اور ایک باطن (مراد و منشا) ہے۔

اس ارشاد کے پیش نظر قرآن پاک کے صرف ترجمہ تک رسائی اور بات ہے اور اسکی منشا و مراد تک پہنچنا اور بات۔

فارسی کا محاورہ

ایک شخص کا دوست مار کھا رہا تھا یہ صاحب آگے بڑھ کر مار کھانے والے دوست کے ہاتھ پکڑ لیے اس سے اسے اور مار پڑی اور اسکے دشمن نے خوب پیٹا۔ کسی نے ہاتھ پکڑنے والے سے ماجرا پوچھا تو کہا کہ میں نے شیخ سعدی قدس سرہ کے فرمان پر عمل کیا ہے۔ ؎

دوست آں است کہ گیرد دوست دوست
در پریشاں حالی و درماندگی

یہ محاورہ ہاتھ پکڑنے کا تھا جسکا معنیٰ ہے دوست کی مدد کرنا۔ اس صاحب نے صرف لغوی معنیٰ سمجھ لیا۔ یہی غیر مقلدین کا ہے کہ وہ لغت وعرف سے بے خبری میں غلطیاں کھاتے ہیں۔

محاورات حدیث پاک

قرآن پاک کے بعد فصاحت و بلاغت اور جامعیت کے لحاظ سے حدیث پاک کا نمبر ہے۔ حدیث پاک خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے ارشاد کے مطابق کلمات جامعہ میں سے ہے جسکے تھوڑے سے کلمات میں رشد و ہدایت کے متعدد اسباق مستور ہوتے ہیں۔ اور ان تک رسائی "فقیہہ" ہی کا حصہ ہے

امثلہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد منقول ہے جس میں حضور علیہ السلام نے منع فرمایا ہے کہ۔ اَنْ یَّسْقِیَ الرَّجُلُ مَاءَہٗ زَرْعَ غَیْرِہٖ۔

کہ کوئی شخص اپنا پانی دوسرے کی کھیتی کو پلائے۔

حکایت

اس ارشاد کو سن کر محدثین کی ایک جماعت نے استغفار شروع کر دیا۔ اور کہنے لگے کہ ہم تو جب ہمارے کھیتوں اور باغوں سے پانی بچ جاتا تھا

کہ ہمسایوں کے کھیتوں کی طرف چھوڑ دیتے تھے۔ اب ہم اس کام سے توبہ کرتے ہیں۔ (تلبیس ابلیس للامام ابن جوزی)

مگر فقہاء کرام علیہ الرحمۃ نے اس حدیث پاک کی مراد یہ بیان کی ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے کی عورت سے زنا نہ کرے مگر جو فقیہ نہ تھے انہوں نے ظاہری الفاظ کا ترجمہ ہی مراد سمجھ لیا۔ اور یہ سمجھ لیا کہ اپنے کنوئیں وغیرہ کا پانی کسی بھائی کی کھیتی کو پلانا ممنوع ہے۔

دور حاضرہ کے کم فہم غیر مقلد

دور سابق میں پھر بھی علمی سرمایہ کی کمی نہ تھی آج کل کے اہل علم انکے بالمقابل عشر عشیر (دسواں حصہ) بھی نہیں لیکن پھر بھی وہ غلطیوں کا شکار ہو جاتے۔ غیر مقلدین کے مجتہدین یتیم فی العلم ہونے کے باوجود غزالی و رازی کو کچھ نہیں سمجھتے اور امام اعظم ابو حنیفہ جیسے تو گویا انکے طفل مکتب ہیں لیکن قرآن و حدیث اتنا گرا ہوا ہے کہ سنکر پاگل بھی بے ساختہ کہہ اٹھتا ہے کہ یہ پاگل کہاں سے آگیا چند واقعات ملاحظہ ہوں۔

وتروں کے بعد استنجا ضروری

ایک غیر مقلد استنجا کرنے کے بعد نماز وتر پڑھا کرتا تھا۔ اس سے وجہ پوچھی گئی تو کہا حدیث شریف میں (ایسطرح حکم آیا ہے) اسکے بعد یہ حدیث پڑھی قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَجْمَرَ فَلْیُوْتِرْ۔ (مشکوٰۃ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو استنجا کرے وہ وتر کرے۔

ترک تقلید کی سزا

ائمہ کرام کی تقلید سے منہ پھیرنے کی سزا ملی کہ حدیث کا مطلب غلط سمجھا ائمہ کرام احادیث کی نزاکت جانتے ہیں لیکن غیر مقلد نے فلیوتر میں وتر سے عرفی معنیٰ مراد لے لیا حالانکہ اس سے لغوی معنیٰ مراد ہے یعنی کوئی استنجا کرے تو وہ وتر یعنی طاق کو ملحوظ رکھے یعنی مٹی کے ڈھیلے تین یا پانچ مرتبہ کرے۔ (یہ حکایت کشف بزدوی میں ہے۔

نماز کے وقت کُتّا باندھنا

ایک اور غیر مقلد مجتہد کا واقعہ ہے کہ وہ نماز پڑھتے ہوئے اپنے ساتھ کتا باندھ لیا کرتا تھا۔ کسی نے پوچھا کہ ایسا کیوں؟

جواب دیا کہ میں حدیث پر عمل کرتا ہوں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ لا صلوٰۃ الا بحضورِ الکلب۔ حضور قلب کے بغیر نماز نہیں ہوتی پوچھنے والے نے کہا کہ عربی میں کتے کو کلب کہتے ہیں حدیث میں تو بڑے "قاف" کے ساتھ ہے جسکا معنیٰ دل ہے غیر مقلد نے جواب دیا اسی لیے تو میں بڑا کتا ساتھ باندھتا ہوں۔

ازالۂ وہم

یہ مذاق نہیں حقیقت ہے اس لیے کہ ایسے مجتہدین کی غیر مقلدین میں بہتات ہوتی ہے کیونکہ وہ تقلید حرام سمجھ کر حدیث کو براہ راست سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں یہاں تک کہ احادیث کی کتب مترجمہ اردو پر گزارہ کرتے ہیں وہ بھی اپنی سمجھ کے مطابق اس میں بھی کسی دوسرے سے پوچھنے کی زحمت گوارہ نہیں کرتے کہ کہیں شرک کی زد میں نہ آجائے۔ اس قسم کی ایک کہانی مولوی اشرف علی

تھانوی اضافات یومیہ میں بیان کرتا ہے۔

نماز میں ہلتے رہو

ایک غیر مقلد نماز میں خوب ہل رہا تھا بعد فراغت اس سے پوچھا کہ نماز میں بے حرکت کیوں اس نے کہا میں حدیث پر عمل کر رہا ہوں کہنے والے نے کہا ایسی حدیث ہم نے تو کہیں نہیں پڑھی۔ وہ غیر مقلد مشکوٰۃ شریف لے آیا۔ وہ عربی کے بجائے اردو ترجمہ والی تھی اسمیں لکھا تھا جب کوئی تمہارا کسی قوم کو نماز پڑھائے تو ہلکے نماز پڑھائے۔ ہلکی کی چھوٹی یار کی بجائے بڑی یا رلکھی گئی جیسے عموماً ہوتا ہے۔ سوال کرنے والے نے کہا تجھے لفظ سے غلطی ہوئی دراصل حدیث شریف فلیخفف ہے جسکا معنیٰ ہے ہلکی نماز پڑھے یعنی قرأۃ میں طوالت نہ کرے اس لیے کہ نماز میں ضعف اور بیمار اور ضرورتمند بھی ہوتے ہیں

فقیہ و غیر فقیہ

دین فہمی خدا داد نعمت ہے۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَن یرد اللّٰہ بہ خیرا یفقہ فی الدین۔ (الحدیث) بخاری

یعنی جسکے لیے اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔ ہم تو دنیا کی آخری صدیوں میں ہیں جس میں عقل و فہم ضعیف اور کمزور ہو چکے ہیں۔ خیر القرون میں عقل و فہم کی فراوانی کے باوجود فقہ کے بغیر لوگ غلطیوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔

حکایت ۱۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ میں اور عکرمہ اور طاؤس بیٹھے تھے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نماز پڑھ رہے تھے ایک آدمی ہمارے پاس

آیا اور اس نے سوال کیا کہ میں جب پیشاب کرتا ہوں تو میرے ذکر سے ٹپک کر پانی (منی) خارج ہوتا ہے کیا اس سے مجھ پر غسل واجب ہے ہم نے کہا وہی پانی جس سے بچہ پیدا ہوتا۔ اس نے کہا ہاں وہی۔ ہم نے کہا تو پھر تجھ پر غسل واجب ہے وہ شخص انا للہ پڑھتا ہوا چلا گیا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما جلدی سے نماز پڑھ کر فارغ ہوتے اور حضرت عکرمہ سے فرمایا کہ جاؤ اس شخص کو بلاؤ۔ حضرت عکرمہ آ گئے اور اس آدمی کو بلا لائے اسکے بعد حضرت ابن عباس نے ہم سے پوچھا کہ تم نے فتویٰ قرآن سے دیا۔ ہم نے عرض کیا کہ نہیں پھر فرمایا کہ یہ فتویٰ تم نے حدیث سے دیا۔ ہم نے عرض کیا کہ نہیں پھر پوچھا کہ تم نے اقوال صحابہ سے فتویٰ دیا ہم نے عرض کیا کہ نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کس کے قول پر تم نے یہ فتویٰ دیا۔ ہم نے عرض کیا کہ اپنی رائے سے حضرت ابن عباس رضی نے یہ سن کر فرمایا کہ۔

لذٰلک یقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد۔

ترجمہ: اسی وجہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہوتا ہے۔

پھر آپ نے اسی شخص سے پوچھا کہ آیا پیشاب کے بعد جو چیز خارج ہوتی ہے اس وقت تمہارے دل میں کیا خواہش ہوتی ہے۔ [illegible] ہوتی ہے اس نے عرض کیا نہیں حضرت ابن عباس رضی [illegible] پھر تمہارے لیے [illegible] کافی ہے۔ (کنز العمال ص۱۱۸ ج ۵)

(ف) محققین فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے دیکھا کہ ان حضرات کو مار وافق کے لفظ سے دھوکا لگ گیا ہے اور انہوں نے ظاہری معنیٰ پر فتویٰ دے دیا ہے لیکن انہوں نے غسل کی علت پر غور نہیں کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے محسوس کیا کہ ان میں کوئی فقیہ نہیں ہے۔ ورنہ ایسا فتویٰ نہ دیتے۔ اگر انہیں علم فقہ کی گہرائی سے واقفیت ہوتی تو وہ وجوب غسل کی علت پر ضرور نظر رکھتے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے سائل کے بیان سے معلوم کر لیا کہ سبب غسل کے بغیر یعنی خروج منی کے لوازمات یعنی خواہش عورت موجود ہی نہیں تو فتویٰ صادر فرمایا کہ پیشاب کے ساتھ خارج ہونے والا پانی منی نہیں لہذا غسل واجب نہیں ہوگا۔

درس عبرت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجاہد، طاؤس، عطا اور عکرمہ جیسے اکابر محدثین (جو اکابر محدثین اور تمام محدثین کے اساتذہ اور سلسلہ شیوخ میں سے ہیں) کو اسی وجہ سے فقیہ نہیں سمجھا کہ انہوں نے علت کی تشخیص نہیں کی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کمال افسوس سے فرمایا کہ اسی بنا پر فقیہ اور سمجھ دار لوگ بہت کم ہوتے ہیں جو علت اور قرائن پر غور و فکر کرنے کے بعد فتویٰ صادر فرماتے ہیں۔

اویسی کا تبصرہ

یہ حال ہے اس دور کا جس کی خیر و بھلائی کی گواہی حبیب الٰہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی ہے اور دور حاضرہ کے علم و فہم کی زبوں حالی کے متعلق بھی سرور دنیا و دین صلی اللہ علیہ وسلم صدیوں پہلے آگاہ فرما گئے۔ اب غیر مقلدین تقلید کا دامن چھوڑ کر جس گڑھے میں

گریں وہ مجبور ہیں کیونکہ قرآن مجید نے ایسے لوگوں کا فیصلہ فرما دیا ہے کہ جو بھی مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے اسے اسکے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے۔ (پ ۵ سورہ النساء)

حکایت ۲: علامہ ابن جوزی نقل فرماتے ہیں کہ ایک بزرگ نے حدیث بیان فرمائی نھی النبی علیہ السلام عن الحلق قبل الصلاۃ یوم الجمعۃ۔

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جمعہ سے پہلے حلقے سے منع کیا ہے وہ بزرگ یعنی محدث صاحب نے اس حدیث کا مطلب یہ سمجھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کے دن نماز سے پہلے سر منڈوانے سے منع کیا ہے اور پھر وہ بزرگ بڑی خوشی سے فرمانے لگے کہ اس حدیث پر میرا چالیس سال سے عمل ہے۔ (تلبیس ابلیس ص ۱۶۶)

(ف) یہ واقعہ بھی صدیوں پہلے کا ہے اور اس محدث صاحب کو لغوی غلطی ہوئی اس لیے کہ لفظ حلق بفتح الحا و سکون اللام نہیں بلکہ بکسر الحا اور بفتح اللام ہے جو حلقہ کی جمع ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے مراد یہ تھی کہ جمعہ سے قبل حلقہ بنا کر نہ بیٹھا جائے۔ اس سے نماز اور خطبہ کی تیاری میں خلل واقع ہوتا ہے وہ محدث یہ سن کر بہت خوش ہوتے اور فرمایا آپ نے تو میری بڑی مشکل حل کر دی۔ دیکھا یہ ہے وہ حقیقت جو عدم فقہ سے پیدا ہوتی ہے۔

غیر مقلدین کے اکابر | دور سابق کے جن اہل علم پر غیر مقلدین کو ناز ہے ان میں ایک داؤد ظاہری بھی ہے۔ اسی غیر مقلدین کے پیشوا شیخ داؤد ظاہری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس

فرمان پر فتویٰ دیا۔ حدیث رسول یہ ہے۔

لا یبولن احدکم فی الماء العلماء الدائم

(مشکوٰۃ ص ۵۰)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی ٹھہرے ہوئے پانی میں ہرگز پیشاب نہ کرے۔

(ف) اس حدیث کے ظاہر کو دیکھتے ہوئے شیخ داؤد ظاہری نے یہ فتویٰ دیا کہ ماء راکد (ٹھہرا ہوا پانی) میں تو پیشاب کرنا منع ہے اور پیشاب کرنے سے پانی ناپاک ہو جائیگا۔ لیکن اگر کسی نے الگ برتن میں پیشاب کر کے وہ برتن پانی میں انڈیل دیا تو پانی ناپاک نہیں ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص پانی کے کنارے پیشاب کرے اور پیشاب چل کر پانی میں مل جاتے تب بھی پانی ناپاک نہیں ہوگا۔ اس لیے کہ حدیث میں صرف ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنے سے منع کیا ہے۔ ان صورتوں میں ماء راکد (ٹھہرا ہوا پانی) میں پیشاب نہیں کیا لہذا پانی ناپاک نہیں ہوگا۔

علمی انکشاف | امام نووی شرح مسلم شریف میں غیر مقلدین (وہابیہ) کے پیشوا شیخ داؤد ظاہری کا مذکورہ فتویٰ نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ ھذا من اقبح ما نقل فی الجمود علی الظاھر۔ (شرح مسلم ص ۱۳۸ جلد ۱)

ترجمہ: یہ فتویٰ داؤد ظاہری کے جمود علی ظاہر کے غلط مسائل میں سے ایک مسئلہ ہے۔

لطیفہ | غیر مقلدین (وہابیہ) کے پیشوا کا فتویٰ آپ نے پڑھا اس فتویٰ کو امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اسکے غلط فتوؤں میں سے ایک غلط

فتویٰ قرار دیتے ہیں (گویا کہ انکے غلط فتووں کی تعداد بہت زیادہ تھی)

دوسری تشریح

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان بالکل آسان اور صاف صاف بتا رہا ہے کہ اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ جو سمجھ میں نہ آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ کہ پیشاب ناپاک ہے وہ پانی میں کیا جائے یا کسی برتن میں کرکے پھر پیشاب پانی میں الٹ دیا جائے۔ یا یہ کہ پانی کے کنارے بیٹھ کر پیشاب کیا جائے کہ وہ بہہ کر ٹھہرے ہوتے پانی میں مل جائے ان تمام صورتوں میں پانی ناپاک ہوجائیگا۔ علیحدہ برتن میں پیشاب کرنے یا پانی کے کنارے بیٹھ کر پیشاب پاک تو نہیں ہوجاتا۔ پیشاب آخر پیشاب ہے جو کہ ناپاک پلید یعنی نجس ہے۔

اتنی سی صاف بات شیخ داؤد ظاہری کی سمجھ میں نہیں آئی تو اور کیا انکی کھوپڑی میں آئے گا۔ ایسے لوگ احادیث شریف سے کیا استدلال کریں گے یہ انکے اکابر کی حالت تھی تو آج کے تباہی فی العلم کی حالت زبوں کا کیا کہا جائے۔ یہ داستان طویل ہے۔ انہی واقعات پر اکتفا کرتا ہوں خلاصہ قرآن وحدیث سمجھنے کے لیے ائمہ کی تقلید ضروری ہے کہ وہ اس بحر بیکنار کے بہترین تیراک اور شناور ہیں۔ جکی چند مثالیں فقیر آگے چل کر عرض کریگا۔ (انشاء اللہ)

چند جنڈور اور وہ بھی کئی فرقے

سب کو معلوم ہے کہ غیر مقلدین تانگے کی سواریوں کی مانند ہیں اسکے باوجود انکے ہند و پاک میں پانچ فرقے ہیں۔

۱۔ روپڑی

۲۔ امرتسری۔

۳۔ غزنوی

۴۔ محمدی۔

۵ غرباء اہلحدیث پھر وہ ایک نئی مسئلہ پر آپس میں الجھے دیتے ہیں۔ اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ مفہوم و مراد کو سمجھنے کے لیے کسی فقیہہ سے بے نیاز ہو کر خود بخود قرآن وحدیث کو سمجھنے کا مدعی بن جانا عجیب وغریب لگتا ہے۔ اور بھانت بھانت کی بولیاں سنائی دینے لگتی ہیں۔

پاجامہ شلوار کا جھگڑا

غیر مقلدین کے ہفت روزہ صحیفہ اہلحدیث کراچی میں دو "اہلحدیث" عالموں میں بحث چھڑ گئی کہ پاجامہ وشلوار پہننا بدعت ہے یا نہیں؟ ایک مولوی صاحب نے لکھا۔ کہ پاجامہ وشلوار اور کوٹ پہننا بدعت ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ لباس کبھی نہیں پہنا۔ دوسری مولوی صاحب نے اسے جائز بتایا ہے (صحیفہ اہلحدیث کراچی دسمبر سنہ ۱۹۶۰ء)

۲۔ بعض اہلحدیث مولویوں کے نزدیک قربانی کے لیے ایک مرغی بھی کافی ہے یعنی عید قرباں کو کوئی مرغ کی قربانی بھی دیدے تو جائز ہے۔ مرغ نہ ملے تو بازار سے گوشت خرید کر بھی کسی غریب کو دیدے تو بھی قربانی ادا ہو جاتی ہے۔ صحیفہ اہلحدیث ۱۹۶۰ء ۲۴ جنوری۔ اور بھی بہت اختلافات ہیں۔ ان میں۔ اور یہ سب کرشمہ ہے۔ ترک تقلید اور کسی فقیہ وامام سے بے نیازی کا کہ کسی کا منہ مشرق کو ہے تو کسی کا مغرب کو۔

تقلید کی برکات

اہلسنت قرآن وحدیث کی مطالب فہمی اپنے بجائے ائمہ کرام کا دامن تھامتے ہیں اسکی وجہ سے

انہیں در در کی ٹھوکریں نہیں کھانی پڑتیں۔ فقیر اپنے امام اعظم ابوحنیفہ کے متعلق اسلام فہمی اور بلند قدری کے نمونے عرض کرتا ہے۔

حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ کی عظمت و بزرگی کا مخالفین کو بھی اعتراف ہے چنانچہ سردار اہلحدیث مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا اخبار اہلحدیث بھی یہ لکھنے پر مجبور ہے کہ۔

حافظ ذہبی تذکرۃ الحفاظ میں امام ابوحنیفہ کا جامع اوصاف ہونا ان الفاظ میں فرماتے ہیں۔

كَانَ اِمَامًا وَرِعًا عَالِمًا عَامِلًا مُتَعَبِّدًا كَبِيْرَ الشَّانِ لَا يَقْبَلُ جَوَائِزَ السُّلْطَانِ بَلْ يَتَّجِرُ وَيَكْتَسِبُ۔

(تذکرہ جلد اول ص ۱۵۱)

امام ابوحنیفہ دین کے پیشوا۔ صاحب ورع نہایت ہی پرہیزگار تھے صاحب علم اور باعمل تھے۔ کثیر العبادت اور بڑے عظیم الشان تھے سلطانی انعامات قبول نہ فرماتے تھے۔ بلکہ تجارت اور اپنے کسب سے کماتے تھے۔

(اخبار اہلحدیث امرتسر ۲۰ مارچ ۱۹۲۵ء)

فیصلہ

جو شخص دین کا پیشوا صاحب ورع اور نہایت پرہیزگار ہو۔ کثیر العبادت اور عالم باعمل ہو۔ ایسی بزرگ ترین ہستی اور مقبول خدا ذات ہو اسے دین فہمی نصیب نہ ہوگی تو اور کیا ہوگا۔

امام صاحب کی دین فہمی

امام اعظم علیہ الرحمۃ بہت بڑے محدث فقیہ اور محدثین و فقہاء کے امام تھے۔ اللہ تعالیٰ کا آپ پر خاص فضل و انعام تھا۔ بڑے بڑے مشکل مسائل آپ

اپنی خداداد ذہانت و فقاہت سے فوراً حل فرمالیا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ

(مشکوٰۃ ص ۳۲)

یعنی اللہ تعالیٰ جب کسی پر بھلائی فرمانا چاہے تو اسے دین کی فقہ عطا فرما دیتا ہے۔ سبحان اللہ! یہ دین کی فقہ بھی کیا ہی گراں قدر انعام حق ہے۔ ذرا غور فرمائیے کہ آج کوئی رئیس کوئی بادشاہ اگر کسی پر خوش ہو کر اسے نوازنا چاہے۔ تو اسے کوئی عہدہ کوئی جاگیر بخش دیتا ہے مگر اللہ تعالیٰ جب کسی پر خوش ہو کر اسے نوازتا ہے تو اسے دین کی فقہ عطا فرما دیتا ہے اسی سے اندازہ لگا لیجئے کہ دین کی فقہ کتنا بڑا اللہ کا انعام ہے اور میرے بھائیو! یہ انعام خاص طور پر حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا چنانچہ آپ کے متعلق ایسے ایسے مسائل کا کتابوں کا ذکر ہے جو بڑے بڑے محدث حل نہ کر سکے۔ لیکن آپ نے اپنی خداداد فقہ سے انہیں فوراً حل فرمالیا۔

گمشدہ خزانہ

اسی سلسلہ میں ایک پر لطف واقعہ محدثین کرام نے لکھا ہے کہ کسی شخص نے کچھ مال زمین میں دفن کیا اور پھر بھول گیا اور یاد نہ رہا۔ کہ کہاں دفن کیا ہے۔ بڑا پریشان ہوا کہ خزانے کا پتہ کیسے چلے؟ آخر حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ کی خدمت میں آیا اور عرض کرنے لگا حضور! میں اپنا کچھ مال زمین میں کہیں دفن کر بیٹھا ہوں۔ اب یاد نہیں پڑتا کہ کس جگہ دفن کیا ہے۔ خدارا کوئی ایسی سبیل نکالیے۔ جس سے مجھے یاد آجائے۔ کہ میں نے اپنا خزانہ کہاں دبا دیا ہے حضرت امام صاحب

نے فرمایا۔

صَلِّ اللَّیْلَةَ اِلَی الْغَدِ سَتَذْکُرُ

جاؤ ساری رات صبح تک نفل پڑھتے رہو تمہیں یاد آجائیگا کہ خزانہ تم نے کہاں دبا دیا ہے۔

حضرات اس شخص نے یوں تو شاید کبھی فرض نماز بھی نہ پڑھی تھی۔ مگر مال کے لیے ساری رات نفل پڑھنے کے لیے تیار ہوگیا۔ بالکل ایسے جیسے کوئی الیکشن کے دنوں میں ووٹ لینے کی خاطر نمازی بن جائے۔ ہاں تو اس شخص نے رات بھر نفل پڑھنے کا ارادہ کر لیا جب رات کو نفل پڑھنے میں مشغول ہوا تو تھوڑے ہی عرصہ کے بعد اسے فوراً یاد آگیا کہ خزانہ فلاں جگہ دبایا تھا۔ فوراً نماز چھوڑ کر گھر گیا اور اسی جگہ کو کھودا تو خزانہ مل گیا۔ صبح حضرت امام صاحب کے پاس آیا اور کہنے لگا حضور آپ کی ہدایت کے مطابق میں نفل پڑھنے لگا تو مجھے فوراً یاد آگیا کہ خزانہ میں نے کہاں دبایا تھا۔ میں آپکا بے حد شکر گزار ہوں کہ آپ نے ایسا کارگر علاج بتایا۔ آپ نے فرمایا کہ نوافل صبح تک پڑھے یا چھوڑ دیئے اس نے کہا حضور! دو چار ہی نفل پڑھے تھے کہ مجھے خزانہ کا پتہ چل گیا۔ پھر باقی نوافل کی کیا حاجت تھی۔ میں نے چھوڑ دیئے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تم شکریہ کے طور پر ہی نوافل پورے ادا کر ڈالتے تو کتنی اچھی بات تھی بہر حال سنو!

قَدْ عَلِمْتُ اَنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَدَعُکَ تُصَلِّیْ لَیْلَتَکَ یُذَکِّرُکَ۔ میں جانتا تھا کہ شیطان تجھے ساری رات نماز نہ پڑھنے دیگا۔ اور تمہارا خزانہ تمہیں فوراً یاد

کرا دیگا۔

(خیرات الحسان ص ٩٦)

سبحان اللہ! کیا ذہانت اور کیا ہی فقاہت ہے میرے بھائیو! کیا آپ جانتے ہیں کہ حضرت امام صاحب نے یہ علاج کس حدیث سے اخذ فرمایا؟ لیجیئے سنیئے میں بتاؤں۔ حدیث شریف میں آتا ہے جب اذان ہوتی ہے تو شیطان بھاگ جاتا ہے تاکہ اذان نہ سنے اور اذان ختم ہو جاتی ہے تو آجاتا ہے۔ اقامت کے وقت پھر بھاگ جاتا ہے ختم ہونے پر پھر آجاتا ہے۔ اور پھر نمازیوں کے دلوں میں خشوع و خضوع کو توڑنے کے لیے وسوسے ڈالنے شروع کر دیتا ہے۔ اور یوں کہتا ہے۔

اُذْکُرْ کَذَا اُذْکُرْ لِمَا لَمْ یَکُنْ یَذْکُرُ۔

فلاں بات یاد کر فلاں بات یاد کر۔ حتیٰ کہ نمازی کو یاد نہیں رہتا کہ اس نے کیا پڑھا ہے (مشکوٰۃ ص ٥٦)

حضرت امام صاحب نے اس حدیث سے یہ بات اخذ فرمائی کہ شیطان کو جب پتہ چلے گا کہ یہ شخص ساری رات نماز پڑھنے کے ارادہ سے آیا ہے تو وہ ملعون اسے اسکا خزانہ جھٹ یاد کرا دیگا۔ تاکہ وہ ساری رات نفل نہ پڑھتا رہے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اور امام صاحب نے اس سے افسوس کے ساتھ فرمایا کہ اگر تم شکریہ کے طور پر ہی ساری رات نفل پڑھتے رہتے تو کتنی اچھی بات تھی۔

بھائیو دیکھا آپ نے کہ حضرت امام صاحب کی علم حدیث میں کتنی

بڑی نظر تھی۔ اور آپ کی فقاہت کس قدر عظیم الشان تھی مگر حاسدوں کا کیا علاج کہ انکا تو کام ہی نکتہ چینی ہے۔

عجیب و غریب سوالات

حضرت امام اعظم علیہ الرحمۃ کا ایک مخالف آپکے پاس آیا۔ اور کہنے لگا۔ میرے سوالات کا جواب دیجئے آپ نے فرمایا پوچھو کیا پوچھتے ہو؟ اس نے پوچھا بتایئے۔ ایک شخص ہے جسے جنت کی کوئی خواہش نہیں۔ دوزخ سے وہ نہیں ڈرتا۔ اور اللہ تعالٰے سے کچھ خوف نہیں رکھتا۔ اور میتہ کھاتا ہے اور بلا رکوع وسجود صلوٰۃ پڑھتا ہے اور بن دیکھے شہادت دیتا ہے اور حق سے بغض رکھتا ہے اور فتنے کو محبوب رکھتا ہے اور رحمت سے بھاگتا ہے اور یہود و نصاریٰ کے قول کی تصدیق کرتا ہے۔ پس ایسے شخص کے حق میں آپ کیا فرماتے ہیں؟ حضرت امام صاحب نے حاضرین مجلس سے دریافت کیا کہ تم لوگوں کی نظر میں یہ شخص کیسا ہے؟ اور ایسے شخص کو تم کیا کہتے ہو؟ سب نے کہا کہ حضور یہ تو بہت ہی برا شخص ہے اور یہ تو کافر کی صفات ہیں۔ حضرات! بادی النظر میں جواب یہی سوجھتا ہے۔ اور اس قسم کے شخص کے لیے ہر کوئی یہی کہے گا۔ کہ یہ شخص تو بہت بُرا ہے مگر سبحان اللہ! فقاہت کی شان کچھ اور ہی ہے۔ ہمارے امام ہمام نے فرمایا نہیں نہیں ایسا شخص بُرا نہیں وہ تو بہت ہی اچھا اور نیک شخص ہے لو سنو! وہ جنت کی خواہش نہیں رکھتا یعنی اللہ کی خواہش میں جنت کی اسے کچھ پرواہ نہیں۔ وہ دوزخ سے نہیں ڈرتا یعنی وہ نار سے نہیں۔ ربّ النار سے ڈرتا ہے اور اللہ سے خوف نہیں رکھتا یعنی وہ اللہ سے اس باب میں خوف نہیں رکھتا کہ اللہ اس پر کچھ ظلم کریگا۔ اور میتہ کھاتا ہے یعنی وہ

مچھلیاں جو میتہ ہے کھاتا ہے۔ اور بلا رکوع وسجود صلوٰۃ پڑھتا ہے۔ یعنی وہ نماز جنازہ پڑھتا ہے یا صلوٰۃ علی النبی پڑھتا ہے جو بلا رکوع وسجود ہے اور بن دیکھے شہادت دیتا ہے یعنی وہ اللہ ورسول کی بن دیکھے شہادت دیتا ہے اور پڑھتا ہے۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اور حق سے بغض رکھتا ہے یعنی وہ موت سے جو حق ہے۔ اس لیے بغض رکھتا ہے تاکہ وہ جیتا رہے اور اللہ کی عبادت کرتا ہے اور فتنے کو محبوب رکھتا ہے

یعنی وہ اولاد کو جو فتنہ ہے۔ محبوب رکھتا ہے۔ اور رحمت سے بھاگتا ہے یعنی مینہ سے جو رحمت ہے بھاگتا ہے اور یہود ونصاریٰ کے قول کی تصدیق کرتا ہے۔ یعنی وہ یہود ونصاریٰ کے اس قول کی کہ لَيْسَتِ النَّصَارٰى عَلٰى شَيْءٍ اور نصاریٰ کے اس قول کی لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ۔ کی تصدیق کرتا ہے جسکا معنیٰ یہ ہے کہ یہود کہتے ہیں کہ نصاریٰ حق پر نہیں۔ اور نصاریٰ کہتے ہیں کہ یہود حق پر نہیں۔ یہود ونصاریٰ کے اس قول کی وہ شخص تائید وتصدیق کرتا ہے۔ کہ یہ دونوں ہی سچے ہیں۔ اور واقعی نہ نصاریٰ حق پر ہیں اور نہ ہی یہود حق پر ہیں۔ (نوٹ) امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے اس قسم کے بے شمار دقیق سے دقیق تر سوالات وجوابات کے لیے فقیر کی کتاب "امام اعظم (اردو) ترجمہ مناقب الموفق مطبوعہ حیدرآباد دکن کا مطالعہ کیجئے۔ اور تقلید ائمہ کی بحث یہاں ختم کرتا ہوں۔ مزید تفصیل وتحقیق کا خواہشمند فقیر کی تصنیف "تائید الهدیٰ فی تقلید الخلق" کا مطالعہ فرمائے۔

تقلید کا انکار یا فی سبیل اللہ فساد

غیر مقلدین یہ تاثر دیتے ہیں کہ ہم صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقلید کرتے ہیں۔ ہمیں کسی دوسرے کی تقلید کی ضرورت نہیں۔ اسی سے انکا مقصد عوام میں فساد بپا کرنا ہے۔ جیسا کہ عموماً ہو رہا ہے اور انکے اس مقصد کی نشاندہی مولوی خانپوری (راولپنڈی) نے بھی کی ہے۔ اس کی تفصیل فقیر نے مسئلہ رفعیدین میں لکھ دی ہے۔ اور انکے ائمہ کی تقلید کی روگردانی کے بعد خود دین فہمی کے متعلق بھی کیا اور خانپوری صاحب کرتے ہیں کہ "اس زمانہ کے جھوٹے اہلحدیث مبتدعین (بدعتی) مخالفین سلف صالحین! جو حقیقت میں ماجاء بہ الرسول سے جاہل ہیں وہ مفت میں شیعہ وروافض کے وارث وخلیفہ بنے ہوئے ہیں جس طرح شیعہ ملاحدہ و زنادقہ و نیز منافقین کی حمایت کے لیے باب و دہلیز اور مدخل رہے ہے غیر مقلدین کا حال بھی بالکل اہل تشیع جیسا ہے" التوحید والسنۃ فی رد اہل الالحاد والبدعۃ۔

فقط والسلام

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۲۳ شوال ۱۳۹۸ھ بہاول پور

حضرت فیض ملت ----- ایک عجوبہ روزگار شخصیت

فاضل جلیل، عالم نبیل، شیخ التفسیر والحدیث، فیض ملت حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی دامت فیوضہم اہل سنت کے ممتاز اور معروف عالم دین ہیں، انہوں نے اپنی زندگی درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور وعظ و تبلیغ کے لئے وقف کر رکھی ہے، موصوف نہایت سادہ، منکسر المزاج اور خلیق ہیں----- گزشتہ کئی سالوں سے رمضان المبارک میں مسجد نبوی شریف میں ان سے ملاقات ہوتی رہی ہے، موصوف کے علم و فضل کا شہرہ تو سن رکھا تھا اور کثرت تصانیف کا بھی علم تھا، مگر اصل تعداد کا علم اس وقت ہوا جب آپ کی فہرست تصانیف "علم کے موتی" نظر نواز ہوئی----- فہرست دیکھ کر نہایت مسرت زا حیرت ہوئی اور مجھ ایسے طالب علم ہی کی بات نہیں ہر خادم دین اور علمی شغف رکھنے والے فرد کے لئے اس کا مطالعہ باعث استعجاب ہوگا۔ کیونکہ آپ کی تصانیف کی تعداد درجنوں میں نہیں بلکہ سینکڑوں ہزاروں میں ہے-----

اب تک بڑے بڑے کثیر التصانیف علماء گزرے امام اہل سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کی ایک ہزار تصانیف بتائی جاتی ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے حضرت فیض ملت کو اعزاز عطا فرمایا کہ اب تک دو ہزار سے زائد کتب و رسائل آپ تصنیف فرما چکے ہیں----- ع

یہ اس کی دین ہے جسے پروردگار دے

حضرت کی تصانیف میں موضوعات کا تنوع ہے یوں محسوس ہوتا ہے کہ ہر اہم مسئلہ پر انہوں نے تصنیف فرما دی ہے اور یہ تمام تر علمی جواہر پارے اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے روحانی فیضان کا تسلسل ہیں----- حضرت فیض ملت کی بعض تصانیف مختصر رسائل کی

صورت میں ہیں جب کہ بعض نہایت ضخیم و مفصل ہیں ---- مثلاً قرآن کریم کی عربی تفسیر دس جلدیں' تفسیر روح البیان کا اردو ترجمہ' شرح حدائق بخشش پچیس جلدیں' حدیث کی مشہور کتاب دار قطنی کی شرح آٹھ جلدیں (آٹھ ہزار صفحات) اور شرح مثنوی مولانا روم دس جلدیں وغیرہ ---- الغرض آپ نے جس قدر علمی کام تنہا انجام دیا ہے کئی سرکاری ادارے مل کر بھی اتنا کام نہیں کر سکتے وسائل کی عدم دستیابی کے باوجود اب تک سات سو کے لگ بھگ کتابیں چھپ چکی ہیں کاش کوئی باوسائل ادارہ آگے بڑھ کر ان قیمتی موتیوں کی اشاعت کا اہتمام کر سکے ---- اگر یہ علمی سرمایہ زیور طبع سے آراستہ ہو جائے تو بقول علامہ ارشد القادری (مصنف زلزلہ و زلف و زنجیر وغیرہ) "اکیلے صرف ان ہی کی کتابوں سے ایک بہت بڑی لائبریری وجود میں آ سکتی ہے"

بلاشبہ حضرت کا وجود باوجود عجوبہ روزگار اور ملت اسلامیہ کا عظیم سرمایہ ہے' آپ کے علمی کام کو دیکھ کر یہی کہا جا سکتا ہے کہ آپ پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت' رسول اللہ ﷺ کا خصوصی لطف و کرم اور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر عنایت ہے' جس پر اظہار تشکر اور تحدیث نعمت کے طور پر حضرت فیض ملت ان کریم ہستیوں کے کرم کے حوالے سے یوں عرض گزار ہوں تو بجا ہو گا کہ :

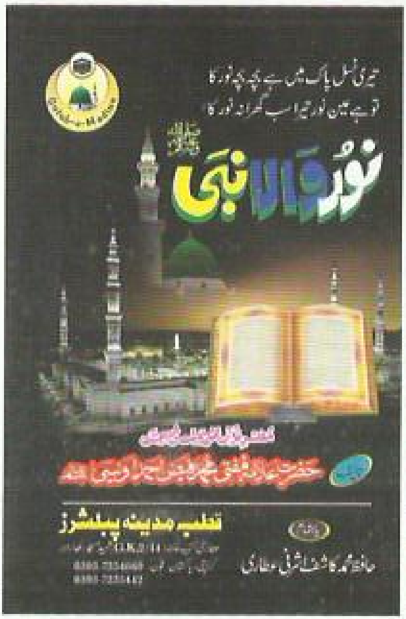
نام میرا ہے مگر فیض و کرم ہے ان کا
انگلیاں میری ہیں اور ان میں قلم ہے ان کا

اللہ تعالیٰ مولانا موصوف کو صحت و تندرستی کے ساتھ مزید بیش از بیش خدمات دینیہ کی توفیق مرحمت فرمائے اور عمر خضر سے نوازے ----

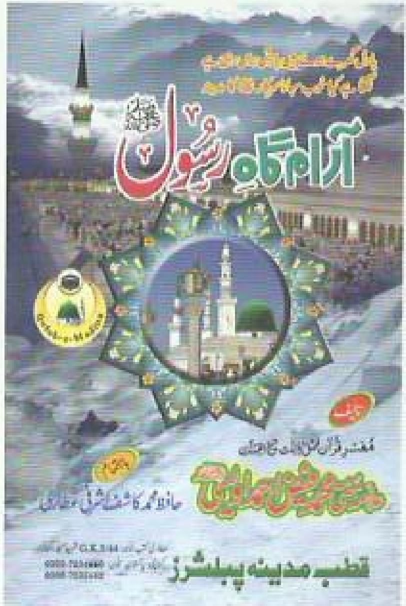
خزینے موتی ---- صفحات ۱۴۴ ---- ہدیہ پندرہ روپے کے ڈاک ٹکٹ ----

ملنے کے پتے ---- (۱) مکتبہ اویسیہ رضویہ سیرانی روڈ بہاولپور

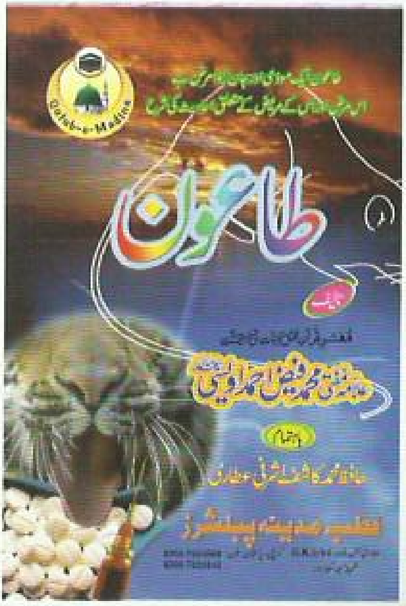
(۲) فیض رضا پبلی کیشنز آر-۳۱ بلاک ۷ اگلبرگ کراچی



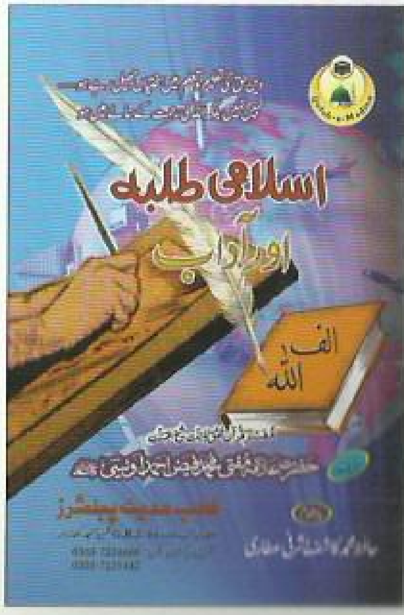
تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا
نور والا نبی
قطب مدینہ پبلشرز
حافظ محمد کاشف اشرفی عطاری



آرام گاہِ رسول
حافظ محمد کاشف اشرفی عطاری
قطب مدینہ پبلشرز



طاعون
حافظ محمد کاشف اشرفی عطاری
قطب مدینہ پبلشرز



اسلامی طلبہ
اور آداب
الف
اللہ
حافظ محمد کاشف اشرفی عطاری